پاک جمہوریت

ستمبر ۲۰۲۵ء
وزارتِ اطلاعات و نشریات کا جریدہ
جلد: 65 شمارہ: 09

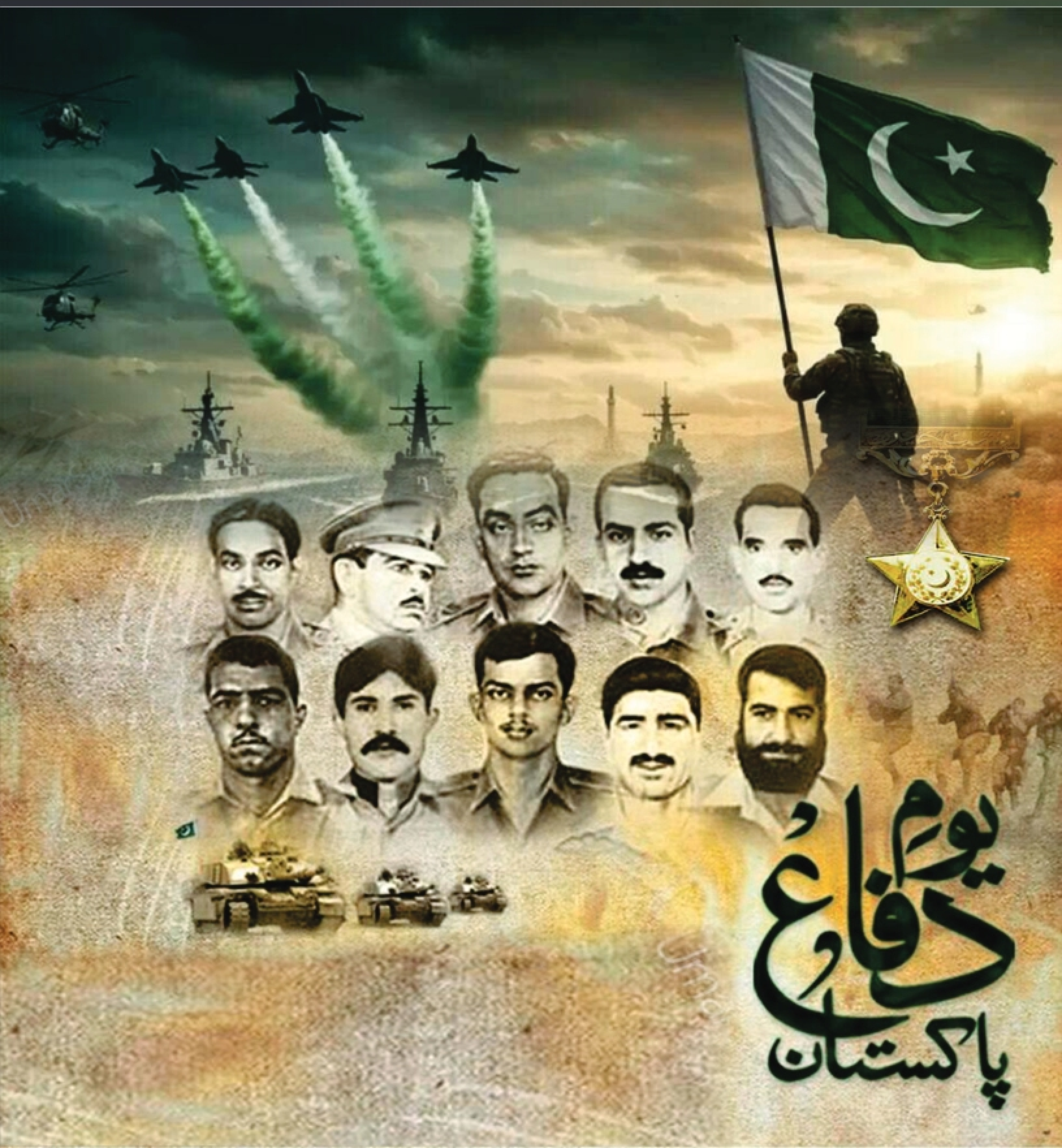

ستمبر ۲۰۲۵ء

پاک جمہوریت

وزارتِ اطلاعات ونشریات کا جریدہ
جلد:65 شمارہ:09

اداریہ

۱۔	پاک ایران تعلقات ایک نیا سفر	رباب زہرا	۶
۲۔	معاشی استحکام، قرض بحران کا خطرہ اور فوج کی زیر قیادت معاشی اقدامات	ڈاکٹر محمد گلزار	۱۲
۳۔	معرکۂ حق۔ آپریشن بنیان مرصوص بھارتی جارحیت اور پاکستان کا پرعزم جواب	سعود عثمانی	۱۹
۴۔	پاکستان اور امریکہ کے ابھرتے تجارتی و توانائی تعلقات	امتیاز احمد تارڑ	۲۹
۵۔	معرکۂ ستمبر اور معرکۂ حق ناقابلِ تسخیر پاکستان	میجر شہزاد نیر (ریٹائرڈ)	۳۴
۶۔	سیاسی محاذ آرائی، خان کی رہائی مفاہمت، اختلافات اور لڑائی	محمد زکریا	۴۲
۷۔	شمال مغربی پاکستان اور خطرناک مون سون بارشیں	ناصر نقوی	۴۹

نگرانِ اعلیٰ: ثمینہ فرزین
نگران: محمد سلیم
مینجنگ ایڈیٹر: شبیہہ عباس
چیف ایڈیٹر: ماریہ رشید ملک
ایڈیٹر: مائرہ جاوید
ڈیزائنر: محمد وسیم

ڈائریکٹوریٹ آف الیکٹرانک میڈیا اینڈ پبلی کیشنز،
291۔اے، ایم اے جوہر ٹاؤن لاہور
انتظامیہ: 042-99333909
مدیر: 042-99333912
email:editor@pakjamhuriat.org

انتباہ

ادارے اور میگزین ''پاک جمہوریت'' کا مقصد عوام الناس کو آگاہ کرنا اور بہترین مواد مہیّا کرنا ہے۔ البتہ شمارے میں شامل تمام مضامین مصنفین کی ذاتی آراء پر مشتمل ہیں۔ لہٰذا ادارے یا ادارے کے کسی فرد پر ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

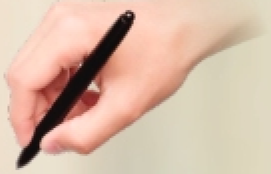

اداریہ

پاکستان اور ایران کے تعلقات تاریخ کے دوران اتار چڑھاؤ کا شکار رہے ہیں۔ ایران۔ اسرائیل جنگ کے بعد ایک نیا باب شروع ہوا ہے اور ہمیں امید ہے کہ اس جنگ میں ایران کو پاکستان کی جانب سے دی گئی حمایت کے بعد پاکستان کو ایک نئے زاویے سے دیکھا جائے گا۔ دوسری طرف اگر اندرونی صورتحال پر نظر ڈالیں تو پاکستان کی معیشت خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی ہے، اس سلسلے میں پاک فوج نے نمایاں کردار ادا کیا ہے جس کی ایک مثال ایس آئی ایف سی منصوبہ اور دیگر بڑے اقدامات ہیں۔ امریکہ پاکستان کا ایک اہم اتحادی ہے اور وہ بھی یہاں کان کنی اور معدنی وسائل کی تلاش میں دلچسپی رکھتا ہے۔ سیاسی محاذ پر صورتحال زیادہ اچھی نہیں ہے، سابق وزیرِ اعظم کے خلاف وہی یکسانیت سے بھرپور بیانیہ جاری ہے۔ ہمارے سیاستدانوں اور حکومتی نمائندوں کو یہ جاننا چاہیے کہ عوام کو ان کی ضرورت ہے تاکہ وہ سیلابی آفات کے سامنے متحد ہو کر کھڑے ہوں۔ شمالی علاقوں میں موسلا دھار بارشوں اور بادل پھٹنے کے واقعات نے تباہی مچائی ہے۔ عوام کی مدد کے لیے پاکستان کا تمام انتظامی و عسکری نظام متحرک کر دیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ ہم اس آزمائش سے بخیر و خوبی اور کم سے کم نقصان کے ساتھ نکل آئیں۔

شکریہ

ایڈیٹر پاک جمہوریت

پاک ایران تعلقات ایک نیا سفر

رباب زہرا

(مصنفہ ملکی اور بین الاقوامی امن اور احترام انسانیت کے حوالے سے مختلف اخبارات اور رسائل کے لیے لکھتی ہیں)

پاکستان ایک پرامن ملک کی حیثیت سے نہ صرف ہمسایہ ممالک بلکہ پوری دنیا سے ہمیشہ اچھے اور مضبوط تعلقات کا خواہاں ہے ماضی میں بھی اس کا کردار کسی سے پوشیدہ نہیں رہا اور مستقبل میں بھی وہ اسی انداز سے ''جیو اور جینے دو'' کے جذبے سے سرشار رہے گا۔ کسی بھی دور میں جارحیت پسند نہیں رہا لیکن اسے بدقسمتی سے دو ہمسایہ ممالک نے کبھی بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیا، ایک ازلی دشمن بھارت جس نے روز اول سے دلی طور پر اسے تسلیم ہی نہیں کیا، دوسرا افغانستان۔ اس کے معاملات بھارت سے مختلف ہیں سرحد کے دونوں جانب بسنے والے کلمہ حق کے حوالے سے نہ صرف ایک دوسرے کے بھائی ہیں بلکہ تہذیب وتمدن، ادب وثقافت اور زبان وکلام کے حوالے سے بھی ایک مضبوط تعلق رکھتے ہیں سرحدی علاقوں میں بسنے والے رشتوں کے بندھن میں بھی بندھے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب روس گرم پانی کی خواہش میں افغانستان پر چڑھ دوڑا تو پاکستان اور پاکستانیوں نے اس کی ہر ممکن مدد کی۔ جہاد افغانستان اس وقت کی آمرانہ حکومت کا فیصلہ درست تھا کہ نہیں، اس سے قطع نظر اسی تحریک نے روس کا شیرازہ بکھیر دیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ ان غیر معمولی حالات میں افغانیوں پر جو قیامت ٹوٹی اور اس کے نتیجے میں افغانوں کی بڑی تعداد ہجرت پر مجبور ہوئی تو لاکھوں افغان بھائیوں کو مملکت پاکستان نے پناہ دی۔ انہیں قیام وطعام کی سہولیات ہی نہیں، زندگی کی ہر ممکن سہولت بھی فراہم کی اور دوسرا ملک ایران تھا جہاں افغان مہاجرین نے ہجرت کی۔ ہم نے برسوں افغان بھائیوں کی میزبانی کی پھر بھی ازلی دشمن بھارت نے افغانستان کے راستے پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے لیے ''پراکسی وار'' کا سہارا لے لیا یہی نہیں اس نے برادر ملک ایران کو بھی

اندھیرے میں رکھتے ہوئے اِس کے اعتماد کو نقصان پہنچایا اور چاہ بہار کے راستے اپنی گھناونی سازش شروع کردی، پاکستان نے ذمہ دار ہمسائے کی حیثیت سے ایرانی حکام اور افغانستان حکومت کو نہ صرف دہشت گردی کی سرگرمیوں سے مطلع کیا بلکہ نشاندہی کی کہ اگران کی سرزمین دہشت گردی اور دہشت گردوں کی پشت پناہی کے لیے استعمال کی گئی۔ہم اپنے حق دفاع میں کاروائی کر سکتے ہیں پھر سب نے دیکھا کہ پاکستان نے بھارتی سرکاری جاسوس کلبھوشن یادیو کو گرفتار کیا جو چاہ بہار کے راستے مبارک کے نام سے پاکستان میں بھارتی خفیہ ایجنسی ،،را،، کے لیے کام کر رہا تھا۔جب دونوں جانب سے دہشت گردی کی سہولت کاری کا سلسلہ نہ رکا تو پاک افواج نے بلا امتیاز دونوں ممالک میں کاروائی کر کے اپنی صلاحیتوں کا اظہار بھی کیا۔

ہمسائے کبھی بدلے نہیں جا سکتے، اس لیے مشاورت سے دہشت گردی کے ناسور کا کامیاب آپریشن ہو سکتا تھا تاہم عدم تعاون پر معاملات بگڑے پہلے ’’طالبان اور داعش‘‘ سے خطرہ لاحق ہوا۔پھر ایک دور ایسا آیا کہ ’’گڈ طالبان‘‘ ’’بیڈ طالبان‘‘ کی بحث شروع ہوگئی اور سابق وزیراعظم عمران خان طالبان پرستی میں ’’گڈ طالبان‘‘ کو خیبر پختونخوا میں آباد کرنے میں کامیاب ہو گئے جو اس وقت پاکستان اور خیبر پختونخوا کے امن کو تباہ کرنے میں سرگرم ہیں۔ہماری عسکری اور سیاسی قیادت ایک جامع منصوبہ بندی کے ذریعے ان کا خاتمہ کرنے میں مصروف ہے۔اسلامی جمہوریہ ایران کی صورتحال مختلف ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ قیام پاکستان پر سب سے پہلے ایران نے ہی اسے تسلیم کیا تھا جب سے اب تک پاک ایران دیرینہ تعلقات ہمیشہ اہم رہے لیکن کبھی کبھار تعلقات میں اتار چڑھاؤ ضرور آیا تاہم کبھی بھارت یا افغانستان جیسا تناؤ نہیں رہا۔بلکہ دیرینہ تعلقات میں ہمیشہ بہتری ہوئی۔مشکل حالات میں دونوں نے ایک دوسرے کا ساتھ دیا حالیہ ایران اسرائیلی جنگ میں امریکی مخالفت کے باوجود پاکستان نے اپنا اصولی موقف برقرار رکھا۔عالمی سطح پر بھی یہ آواز بلند کی کہ ایران کو اپنی بقا اور سلامتی کے لیے مثبت انداز میں جوہری پروگرام جاری رکھنے کا حق ہے جبکہ بھارت ایران سے پاکستان سے زیادہ تجارت ہی نہیں کرتا تھا بلکہ تعلقات کا بھی دعوی دار تھا لیکن جونہی اسرائیل حملہ آور ہوا بھارت نے فوراً ایران کے خلاف اس کی ہر ممکن مدد کی اور اسرائیل بھارت کا گٹھ جوڑ منظر عام پر آگیا۔پاکستان کے اصولی موقع پر ایرانی پارلیمنٹ میں بھی ،،تشکر پاکستان ،تشکر برادر،، کے نعرے بلند ہوئے اور پھر ان مشکل ترین حالات میں ایرانی صدر مسعود پزشکیان ایک اعلی سطح کے وفد کے ساتھ پاکستان کے دورے پر آئے۔یہ دورہ بظاہر پاکستان کی غیر متزلزل حمایت پر خیر سگالی کا تھا لیکن اسے کئی لحاظ سے انتہائی اہم قرار دیا گیا۔بھارت اور اسرائیل منفی سوچوں کے مشترکہ علمبردار ہیں بھارت دوبارہ آپریشن سندور کی دھمکیاں دے رہا ہے جبکہ اسرائیل بھی ایران پر نئی کاروائی کا خواہش مند ہے جبکہ پاکستان ایک آزمودہ اور قابل اعتماد دوست کا کردار ادا کرتے ہوئے ایران اور امریکہ کو ایک دوسرے قریب لانے کے لیے مثبت کوششوں میں مصروف ہے۔یقیناً ایران اسرائیل جنگ کی ’’تپش‘‘ میں یہ کام انتہائی مشکل ہے لیکن پاکستان ناممکن کو ممکن بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے اس کی جنگی حکمت عملی کے ساتھ سفارتی محاذ کی منصوبہ بندی بھی اعلیٰ ہے۔وہ ماضی میں

عوامی جمہوریہ چین اور امریکہ بہادر کو ایک میز پر بیٹھا چکا ہے موجودہ دور میں بھی چین، روس اور پاکستان خطے کی ترقی وخوشحالی اور امن کے لیے مشترکہ سوچ رکھتے ہیں جبکہ بھارت اپنی دوغلی پالیسی اور مودی جی کی تضاد بیانی پر اپنا مقام کھو کر تنہا ہو چکا ہے۔ امریکہ بہادر اور صدر ٹرمپ سے لازوال دوستی کا دم بھرنے والے مودی اب تنہائی کا شکار ہیں تکبر اور غرور کے ردعمل میں وہ نفسیاتی مریض بن چکے ہیں اسی جنون میں ''پانی بم'' کی دھمکی پاکستان اور بنگلہ دیش کو دے دی۔ دونوں جانب سے سخت جواب ملا، فیلڈ مارشل نے امریکہ جا کر بھارت کا حقیقی چہرہ بے نقاب کرتے ہوئے اعلان کر دیا کہ پاکستان ہر قسم کی جارحیت کا منہ توڑ جواب دینے کی صلاحیت رکھتا ہے بھارت ڈیمز بنائے پاکستان کا پانی روکے، جواب میں انھیں میزائل سے اڑا دیا جائے گا۔

اسرائیلی ایران جنگ نے بھارتی سازشوں کو بے نقاب کر دیا اس مکروہ چہرے کو دیکھ کر ایران حکومت اور ایرانی عوام کو حقیقی راز پتہ چل گیا کہ دوست کون ہے اور دشمن کون؟ اس طرح پاک بھارت جنگ نے جہاں پاکستان کی عزت وتوقیر میں اضافہ کیا وہاں ایران اسرائیل ایران جنگ نے پاکستان کا مقام مزید بلند کر دیا۔

ان مشکل ترین حالات میں ایرانی صدر دوروزہ دورے پر پاکستان آئے تو انہیں لاہور میں میاں نواز شریف قائد مسلم لیگ ن اور وزیراعلی پنجاب مریم نواز نے پرتپاک استقبال کیا اور انہیں ان کی خواہش کے مطابق شاعر مشرق علامہ اقبال کے مزار پر لے جایا گیا۔ جب وہ

اسلام آباد پہنچے تو وزیر اعظم شہباز شریف اور کابینہ نے ان کا استقبال کیا مشترکہ میڈیا گفتگو میں ایرانی صدر نے پاکستان اور پاکستانیوں کی اسرائیلی جارجیت کے خلاف پرزور حمایت کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ان کا کہنا تھا کہ پاکستان ہمارا دوسرا گھر ہے انہوں نے کہا دنیا کے حالات امت مسلمہ کے اتحاد کا تقاضہ کرتے ہیں۔علامہ اقبال کی شاعری،فلسفہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے پاکستان سے اچھے تعلقات ایرانی خارجہ پالیسی کا اہم جز ہے ہم دونوں دوطرفہ تعلقات کو مختلف حوالوں سے آگے بڑھا رہے ہیں بلکہ اسے پہلے سے زیادہ مستحکم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔علاقائی امن اور ترقی وخوشحالی کا گہرا تعلق ہے امن کے بغیر ترقی وخوشحالی اور کامیابیاں ممکن نہیں لیکن اسرائیل خطے کو عدم استحکام کا شکار کرنا چاہتا ہے ہم اس کی اس سازش کو کسی صورت کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ان کا کہنا تھا کہ پاکستان اور ایران برادر ملک ہیں جو مشترکہ ثقافت اور مذہبی روایات کی بنیاد پر گہرے دوستی کے رشتے میں بندھے ہوئے ہیں اور آئندہ بھی قائم رہیں گے۔کوئی دشمن اپنی سازش سے ہمیں ایک دوسرے سے دور نہیں کر سکتا،ایرانی صدر نے کہا ماضی میں ایک واقعہ نے حالات کشیدہ کیے تھے اور دونوں ملکوں نے اپنے سفیر بھی واپس بلا لئے تھے لیکن پھر دونوں ملکوں نے معاملات کا جائزہ لیا اور حالات بات چیت کے ذریعے معمول پر آ گئے۔یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دونوں طرف سے دلوں میں احترام کا رشتہ گہرا ہے۔وزیر اعظم شہباز شریف نے اس موقع پر ایک مرتبہ پھر پاکستان کا اصولی مؤقف دوہرایا کہ ایران کو پرامن مقاصد اور سلامتی کے لیے جوہری طاقت حاصل کرنے کا پورا حق حاصل ہے انہوں نے کہا کہ صدر ایران مسعود پزشکیان پہلی مرتبہ پاکستان کے دورے پر آئے اور ان سے باہمی روابط،تعلقات،مذہبی اور جغرافیائی امور سمیت امن کے حوالے سے بات چیت ہوئی۔اس دورے میں ایم۔او۔یوز پر دستخط بھی کیے گئے خواہش یہی ہے کہ جلد از جلد انہیں معاہدوں کی شکل میں لا کر عملی اقدامات شروع ہو جائیں اب ایران اور پاکستان 10۔ارب ڈالرز کے ہدف پر تجارت کریں گے وزیر اعظم شہباز شریف نے کہا اچھے وقت میں سب دوست ہوتے ہیں حقیقی دوست وہ ہوتے ہیں جو مشکل وقت میں آگے بڑھ کر ہاتھ تھامتے ہیں۔اسرائیلی جارجیت پر پاکستان نے یہ کام کر کے دکھا دیا ان کا کہنا تھا کہ اسرائیل کا غزہ پر حملہ فوری طور پر بند ہونا چاہیے وہاں بدترین جنگ سے انسانیت کی بے حرمتی کی جا رہی ہے پاکستان نے غزہ کے حوالے سے بھی مضبوط آواز اٹھائی لیکن دنیا تماشائی بنی ہوئی ہے اور اسرائیلی جاجیت جاری ہے بالکل اسی طرح کی صورتحال مقبوضہ کشمیر میں بھی ہے۔

اس دورے کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو یہ بات ابھر کا سامنے آئے گی کہ اب ایران کو بلوچستان میں دہشت گردی کے حوالے سے کچھ نیا کرنا ہوگا کیونکہ ایران کو نئی حقیقتوں سے آگاہی دے دی گئی ہے پاکستان نے امریکہ اور اسرائیل کی گٹھ جوڑ پر کھل کر ایران کا ساتھ دیا لہٰذا ایران کو بھی دہشت گردی کے خاتمے کے لیے پاکستان کا ساتھ دینا ہوگا۔پاکستان نے نشاندہی کر دی ہے کہ ایرانی سرحدی علاقوں میں دہشت گرد اور ان کے کیمپ موجود ہیں جنہیں بھارتی سہولت کاری پر پاکستان کا امن تباہ کرنے کے لیے خطیر رقم خرچ کر کے استعمال کیا جا رہا ہے۔ان علاقوں میں،،را،،کے ایجنٹ اور پاکستان کے بھگائے ہوئے مفرور موجود ہیں جو پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ہیں اس لیے ایران

کو چاہیے کہ ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا مثبت کردار ادا کرے اگر ایران نے مثبت ردعمل دیا تو یقیناً وہ پاکستان کے اور زیادہ قریب آ جائے گا۔اسی طرح ایرانی صدر نے ''سی پیک'' ون بیلٹ ون روڈ میں بھی دلچسپی کا اظہار کیا وہ پاکستان کے ذریعے چین اور اسلامی ریاستوں تک آسانی سے رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔یہی نہیں اس وقت پاک امریکہ تعلقات بھی ماضی کے حوالے سے بہترین ہو چکے ہیں امریکہ نے اسرائیل ایران جنگ بندی میں بھی پاکستانی کردار کی تعریف کی ہے اس لیے ایران اپنے برادر ملک پاکستان کے حوالے سے امریکہ سے کھچاؤ میں بھی کمی لا سکتا ہے یہی نہیں، پاکستان کی طرح ایران کی بھی ایک طویل سرحد افغانستان سے ملتی ہے لہذا پاکستان ایران اور افغانستان تینوں ملک مفاہمتی پالیسی سے معاملات میں بہتری لا سکتے ہیں کیونکہ اس اشتراک اور باہمی تعاون سے ترقی اور اقتصادی بحالی کے نئے راستے کھل سکیں گے اگر یہ تینوں ملک خطے میں برسوں کی جنگی فضا کا خاتمہ کر کے امن بحال کرنے میں کامیاب ہو گئے تو عوامی ترقی، غربت کا خاتمہ اور تجارتی سرگرمیوں میں اضافہ تینوں ممالک کے لیے بہترین تحفہ قرار پائے گا۔ایرانی صدر کے دورہ پاکستان اور پاکستان کے منفرد میزبانی سے یہ بات دنیا پر عیاں ہو چکی ہے کہ اب پاک ایران دوستی کا ایک نیا سفر شروع ہو چکا ہے، جس کا فائدہ حکومتوں کو ہی نہیں، یہ خطے میں بسنے والوں کی قسمت بدلنے کا فارمولا ہے۔

معاشی استحکام، قرض بحران کا خطرہ اور فوج کی زیر قیادت معاشی اقدامات

ڈاکٹر محمد گلزار

ایسوسی ایٹ پروفیسر/ ایسوسی ایٹ ڈائریکٹر، اسکول آف کامرس اینڈ اکاؤنٹنسی - یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی

پاکستان کی معیشت ایک ایسے دوراہے پر کھڑی ہے جہاں استحکام کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ چکی ہے۔ عالمی مالیاتی اداروں پر انحصار، غیر متوازن برآمدات و درآمدات، بڑھتے ہوئے قرضے، اور اندرونی سیاسی و انتظامی عدم استحکام نے اس صورتحال کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ حالیہ برسوں میں فوج کا کردار معیشت میں نمایاں طور پر بڑھا ہے، جس نے بحث کو مزید گہرا کر دیا ہے کہ آیا یہ اقدامات دیرپا حل فراہم کریں گے یا مسائل کو نئے زاویوں سے جنم دیں گے۔

پاکستان کی معیشت اس وقت ایک ایسے موڑ پر کھڑی ہے جہاں استحکام کے تقاضے اور قرضوں کے بڑھتے ہوئے بوجھ نے نہ صرف پالیسی سازوں کو پریشان کر رکھا ہے بلکہ عام شہری کی زندگی کو بھی مشکل سے مشکل تر بنا دیا ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ پاکستان کی معیشت دہائیوں سے وقتی ریلیف پر چلتی آئی ہے۔ قیام کے بعد سے ہی ملک کو اپنی محدود برآمدات، بڑھتی ہوئی درآمدات اور کمزور مالیاتی ڈھانچے کے باعث بیرونی امداد پر انحصار کرنا پڑا۔ 1950 اور 1960 کی دہائی میں امریکی امداد اور سرد جنگ کے اتحاد نے وقتی سہارا دیا، مگر یہ سہارا اس وقت ختم ہو گیا جب سیاسی اور معاشی پالیسیاں مقامی بنیادوں پر استحکام پیدا کرنے میں ناکام رہیں۔ 1970 کی دہائی کی پالیسیوں نے صنعتی ترقی کو متاثر کیا جبکہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی نے معاشی بوجھ دوگنا کر دیا۔ اسی طرح 1980 اور 1990 کی دہائیوں میں پاکستان نے بار بار آئی ایم ایف کے پاس جا کر قرض لیا لیکن اصلاحات پر عملدرآمد ہمیشہ ادھورا رہا۔ اس تاریخی تسلسل نے پاکستان کی معیشت کو ایک ایسے دوراہے پر لا کھڑا کیا

ہے جہاں ہر چند سال بعد نیا بحران جنم لیتا ہے۔

آج کی صورتحال ماضی سے بھی زیادہ پیچیدہ ہے۔ افراطِ زر نے عام شہری کی قوتِ خرید کو شدید متاثر کیا ہے، بجلی اور ایندھن کی قیمتوں میں اضافے نے صنعتی پیداوار کو کم کر دیا ہے، اور زرِ مبادلہ کے ذخائر اتنے کم ہو چکے ہیں کہ چند ہفتوں کی درآمدات ہی پورا کر سکتے ہیں۔ ایسے میں پاکستان کا قرضہ 130 ارب ڈالر سے تجاوز کر چکا ہے اور وفاقی بجٹ کا نصف سے زیادہ حصہ صرف سود اور قرضوں کی ادائیگی پر خرچ ہوتا ہے۔ 2025 اور 2026 میں قرضوں کی بھاری قسطیں پاکستان کے سامنے ایک بڑا سوالیہ نشان ہیں کہ آیا معیشت ان بوجھوں کو برداشت کر پائے گی یا نہیں۔ دیوالیہ ہونے کا خطرہ دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ یہی وہ پس منظر ہے جس میں معاشی استحکام کی بحث اور فوجی اداروں کی مداخلت کو سمجھنا ضروری ہے۔

حکومت نے معاشی استحکام کے لیے مختلف اقدامات شروع کیے ہیں۔ ایف بی آر کے نظام میں اصلاحات کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ ٹیکس نیٹ کو وسیع کیا جا سکے، برآمدات میں اضافہ کرنے کے لیے ٹیکسٹائل اور آئی ٹی سیکٹر کو سہولتیں دی جا رہی ہیں، اور خلیجی ممالک سے سرمایہ کاری کے وعدے حاصل کیے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سبسڈی میں کمی اور روپے کی قدر میں ایڈجسٹمنٹ جیسے اقدامات بھی کیے گئے ہیں تاکہ بجٹ خسارہ کم کیا جا سکے۔ لیکن ان تمام پالیسیوں کا فوری اثر عوام پر مہنگائی کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ پٹرول، بجلی، آٹا اور دیگر بنیادی اشیاء کی قیمتوں نے عام آدمی کی زندگی کو ناقابلِ برداشت کر دیا ہے۔ نتیجتاً حکومتی دعوے عوامی سطح پر کمزور دکھائی دیتے ہیں اور اعتماد کا فقدان مزید بڑھ جاتا ہے۔

پاکستان تقریباً دو درجن بار آئی ایم ایف کے پاس جا چکا ہے۔ ہر بار سخت شرائط کے تحت قرض ملا، جن میں روپے کی قدر میں کمی، سبسڈی کا خاتمہ، اور ٹیکسوں میں اضافہ شامل رہا۔ یہ شرائط وقتی طور پر معیشت کو سہارا ضرور دیتی ہیں، لیکن ان کے اثرات عام شہری پر مہنگائی اور بوجھ کی صورت میں پڑتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عوامی ناراضگی بڑھتی ہے اور سیاسی عدم استحکام مزید گہرا ہو جاتا ہے۔

پاکستان کی معیشت کئی دہائیوں سے بحران اور غیر یقینی صورتحال کا شکار ہے۔ ہر چند سال بعد ملک کو زرِ مبادلہ کے ذخائر کی کمی، مہنگائی، یا مالیاتی خسارے جیسے مسائل کا سامنا ہوتا ہے، جس سے معاشی استحکام ایک مستقل چیلنج بن گیا ہے۔ استحکام صرف زرِ مبادلہ بڑھانے یا مہنگائی کم کرنے کا نام نہیں بلکہ ایک ایسا توازن ہے جس میں مالی پالیسی، عوامی بہبود، صنعتی ترقی اور سرمایہ کاری سب شامل ہوں۔ بدقسمتی سے پاکستان میں یہ توازن قائم نہیں ہو سکا، اور یہی خلا فوج جیسے غیر منتخب اداروں کو معیشت میں مداخلت کا موقع فراہم کرتا ہے۔

استحکام کا مطلب ہے کہ ریاست اپنے وسائل اور اخراجات میں توازن قائم کرے، عوام کو روزگار اور سہولتیں فراہم کرے، اور بیرونی دباؤ کے بغیر اپنی پالیسی سازی کر سکے۔ اگر معیشت مستحکم ہو تو نہ صرف عوام کا معیارِ زندگی بہتر ہوتا ہے بلکہ ملک کی خودمختاری بھی محفوظ رہتی ہے۔

پاکستان میں معاشی استحکام کی کمی نے عوامی سطح پر بے چینی کو بڑھایا اور حکومتوں کی سیاسی حیثیت کو کمزور کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشی استحکام آج قومی سلامتی کے ساتھ براہِ راست جُڑ گیا ہے۔

پاکستان میں معاشی استحکام کی راہ میں چند بڑی رکاوٹیں ہیں:

پالیسی کا تسلسل نہ ہونا: ہر نئی حکومت اپنی پچھلی حکومت کی پالیسیاں بدل دیتی ہے، جس سے طویل المدتی منصوبے ادھورے رہ جاتے ہیں۔

کمزور ٹیکس نظام: آبادی کا بڑا حصہ ٹیکس نیٹ سے باہر ہے جبکہ اشرافیہ اور بڑے تاجر طبقے کو ٹیکس میں رعایت حاصل ہے۔

درآمدی انحصار: برآمدات محدود ہیں اور درآمدات پر انحصار زیادہ ہے، جس سے تجارتی خسارہ بڑھتا ہے۔

توانائی بحران: بجلی اور گیس کی کمی نے صنعتوں کو نقصان پہنچایا ہے، جس کے نتیجے میں برآمدی صلاحیت کمزور ہوئی۔

فوج کی معاشی مداخلت کی تاریخی جھلک

پاکستان میں فوج کا کردار ہمیشہ صرف دفاع تک محدود نہیں رہا۔ ایوب خان کے دور میں معاشی منصوبہ بندی میں فوجی اثر و رسوخ نمایاں تھا، جس کے نتیجے میں صنعتی ترقی تو ہوئی مگر یہ ترقی زیادہ تر شہری علاقوں اور مخصوص طبقوں تک محدود رہی۔ ضیاء الحق کے دور میں معیشت کو

خلیجی ممالک کی رقوم اور ترسیلاتِ زر نے سہارا دیا، جبکہ پرویز مشرف کے دور میں غیر ملکی سرمایہ کاری بڑھی مگر پالیسی تسلسل کی کمی کے باعث اس کے اثرات دیرپا ثابت نہ ہوئے۔ ان ادوار میں ایک بات مشترک رہی: فوجی قیادت کے اقدامات وقتی ریلیف دیتے ہیں لیکن بنیادی ڈھانچے کی کمزوریوں کو ختم نہیں کرتے۔

آج کے حالات میں فوج ایک بار پھر براہِ راست معیشت میں متحرک ہے۔ نگران اور منتخب حکومتوں کے ساتھ مل کر سرمایہ کاری کونسلز اور منصوبہ بندی کمیٹیوں میں فوجی نمائندگی بڑھائی گئی ہے۔ مقصد یہ بتایا جاتا ہے کہ غیر ملکی سرمایہ کاروں کو یقین دلایا جائے کہ ان کے منصوبے سیاسی اتار چڑھاؤ سے متاثر نہیں ہوں گے۔ فوجی ادارے بڑے ترقیاتی منصوبوں، بندرگاہوں اور توانائی کے شعبے میں بھی اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

ایسی صورتحال میں فوج کا کردار مزید نمایاں ہوگیا ہے۔ Special Investment Facilitation Council (SIFC) کے قیام کے بعد فوج براہِ راست سرمایہ کاری کے فیصلوں میں شامل ہو چکی ہے۔ مقصد یہ بتایا جاتا ہے کہ غیر ملکی سرمایہ کاروں کو یہ یقین دلایا جائے کہ سیاسی عدم استحکام کے باوجود ان کے منصوبے محفوظ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بڑے منصوبے جیسے ریکوڈیک کان کنی اور توانائی کے منصوبے بھی فوج کی نگرانی میں آ رہے ہیں۔ دفاعی بجٹ میں بھی 20 فیصد اضافہ کیا گیا ہے، جو عوامی خدمات کے بجٹ میں کٹوتیوں کے ساتھ تضاد رکھتا ہے۔

یہ اقدامات وقتی استحکام ضرور فراہم کرتے ہیں لیکن کئی سوالات کو بھی جنم دیتے ہیں۔ ناقدین کے مطابق فوجی مداخلت جمہوری اداروں کو کمزور کرتی ہے، شفافیت کو متاثر کرتی ہے اور معیشت کے بنیادی مسائل جیسے ٹیکس نیٹ کا فقدان یا توانائی بحران کو حل نہیں کرتی۔ دوسری طرف بین الاقوامی سرمایہ کار وقتی طور پر اعتماد محسوس کرتے ہیں مگر یہ بھی جانتے ہیں کہ فوجی کردار مستقبل میں سیاسی پیچیدگیاں پیدا کر سکتا ہے۔

موجودہ سیاسی اور دفاعی صورتحال اس تصویر کو مزید پیچیدہ بناتی ہے۔ بھارت کے ساتھ حالیہ عسکری کشیدگی نے دفاعی اخراجات بڑھا دیے ہیں، جو پہلے ہی کمزور بجٹ پر بوجھ ہیں۔ عالمی ماہرین خبردار کر رہے ہیں کہ یہ صورتحال آئی ایم ایف پروگرام اور بیرونی سرمایہ کاری کے لیے خطرہ بن سکتی ہے۔ چین کے ساتھ سی پیک کے دوسرے مرحلے نے وابستگی کو بڑھا دیا ہے جبکہ امریکہ کے ساتھ تعلقات میں بھی معاشی توازن برقرار رکھنے کی کوشش جاری ہے۔

ان سب عوامل کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے لیے سب سے بڑا چیلنج قرض بحران پر قابو پانا اور پالیسی تسلسل کو یقینی بنانا ہے۔ فوجی اقدامات وقتی اعتماد فراہم کر سکتے ہیں مگر پائیدار حل صرف اسی وقت ممکن ہے جب معاشی فیصلے جمہوری ادارے کریں، ٹیکس نیٹ کو وسعت دی جائے، برآمدات کو بڑھایا جائے اور عوامی شعبوں پر سرمایہ کاری کو ترجیح دی جائے۔ بصورت دیگر، معیشت بار بار انہی بحرانوں میں

پھنستی رہے گی اور استحکام ایک خواب ہی رہے گا۔

فوجی اصلاحات کا ایک مثبت پہلو یہ ہے کہ یہ غیر ملکی سرمایہ کاروں کو وقتی طور پر اعتماد فراہم کرتے ہیں۔ خلیجی ممالک اور چین کے ساتھ ہونے والے معاہدوں میں فوجی اصلاحات کے تحت یہ پیغام دیا گیا ہے کہ منصوبے محفوظ ہیں۔ لیکن اس اعتماد کو مستقل شکل صرف اسی وقت مل سکتی ہے جب فوجی اصلاحات کے ساتھ ساتھ جمہوری ادارے بھی پالیسی تسلسل، شفافیت اور عوامی فلاح کی ضمانت دیں۔

موجودہ سیاسی اور دفاعی صورتحال میں فوجی اصلاحات بظاہر معیشت کو سہارا دیتی ہیں، مگر یہ سوال باقی ہے کہ کیا یہ اصلاحات دیرپا استحکام پیدا کریں گی یا یہ صرف ایک اور وقتی حل ہوں گی جو بنیادی مسائل کو جوں کا توں رہنے دیں گی۔ پاکستان کے لیے اصل کامیابی اسی وقت ممکن ہے جب فوجی اصلاحات معاونت تک محدود رہیں اور فیصلہ سازی کا مرکز عوامی نمائندے اور جمہوری ادارے ہوں۔

اب سوال یہ ہے کہ آگے بڑھنے کا راستہ کیا ہے؟ پاکستان کو سب سے پہلے پالیسی تسلسل قائم کرنا ہوگا۔ ہر حکومت کو یہ سمجھنا ہوگا کہ معیشت کسی ایک جماعت یا مدت تک محدود نہیں بلکہ قومی مستقبل سے جڑی ہے۔ ٹیکس نیٹ کو وسیع کرنے کے لیے اشرافیہ اور بڑے کاروباری حلقوں کو شامل کرنا ہوگا۔ دفاعی بجٹ اور سماجی شعبوں کے درمیان توازن قائم کرنا ہوگا تاکہ عوامی فلاح کو یقینی بنایا جا سکے۔ صنعت، ٹیکنالوجی اور زراعت کو جدید بنیادوں پر کھڑا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ برآمدات میں حقیقی اضافہ ہو۔ سب سے اہم یہ کہ معاشی اصلاحات کے ساتھ عوامی

ریلیف بھی فراہم کرنا ہوگا تاکہ عام شہری کو یہ احساس ہو کہ وہ صرف قربانی دینے والا نہیں بلکہ اصلاحات کے ثمرات کا شریک بھی ہے عوامی اعتماد بحال کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر اصلاحات کا بوجھ صرف غریب طبقے پر ڈالا جائے گا تو یہ پالیسی دیرپا نہیں ہوگی۔ عوام کو یہ یقین دلانا ہوگا کہ قربانی سب سے لی جا رہی ہے اور اس کے ثمرات سب تک پہنچیں گے۔

پاکستان کا معاشی استحکام قرض بحران کے خطرے سے جڑا ہوا ہے۔ جب تک قرضوں کا بوجھ کم نہیں کیا جاتا اور ملک اپنی داخلی آمدنی بڑھانے پر توجہ نہیں دیتا، اس وقت تک معیشت ہر چند سال بعد نئے بحران کا شکار ہوتی رہے گی۔ آئی ایم ایف یا دیگر اداروں کے قرض وقتی سہارا ضرور ہیں لیکن مستقل حل نہیں۔ مستقل حل صرف اس وقت ممکن ہے جب سیاسی قیادت، ادارے اور عوام مل کر ایک ایسی حکمت عملی اپنائیں جو شفاف، دیرپا اور سب کے لیے یکساں ہو۔ اگر ایسا نہ ہوا تو پاکستان قرضوں کے جال میں پھنس کر اپنی معیشت اور خودمختاری دونوں کو داؤ پر لگا دے گا۔

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان کی معیشت ایک نازک دوراہے پر ہے۔ قرض بحران ایک حقیقی خطرہ ہے، اور فوجی اقدامات وقتی ریلیف دے سکتے ہیں، لیکن دیرپا حل صرف اسی وقت ممکن ہے جب سیاسی قیادت، فوج اور دیگر ادارے ایک مشترکہ حکمتِ عملی اپنائیں جس کی بنیاد شفافیت، پالیسی کا تسلسل، اور عوامی اعتماد پر ہو۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو پاکستان بار بار انہی معاشی چکروں میں پھنسے گا جہاں وقتی ریلیف کے باوجود استحکام ہمیشہ ایک خواب ہی رہے گا۔

معرکہء حق ۔ آپریشن بنیان مرصوص

بھارتی جارحیت اور پاکستان کا پرعزم جواب

سعود عثمانی

قوموں کی زندگی میں آزمائشیں آتی ہیں اور زندہ قومیں ان امتحانوں سے سرخرو ہوکر نکلتی ہیں۔ان کڑی منزلوں میں ارض وطن کولہو کا خراج بھی دیا جاتا ہے اور سرحدوں پر برسرِ پیکار جوانوں سے لے کر عام شہریوں تک سبھی مشکلات بھی جھیلتے ہیں۔خوب صورت جوانوں، دعائیں کرتی عورتوں اور پھول سے بچوں کی شہادتیں بھی ہوتی ہیں اور زخم زخم جسموں کے ساتھ جینا بھی پڑتا ہے۔لیکن یہ سب قیمتیں ایمان کی قیمت سے کم ہیں۔آزادی اور سربلندی کی قیمت سے ہیچ ہیں اور دنیا یہی دیکھتی ہے کہ کس نے اپنی آزادی کا سودا کیا تھا اور کس نے سر کا سودا کیا تھا۔دنیا صرف سربلندی کی عزت کرتی ہے۔وہ سربلند قوم جس نے کم طاقت اور کم تعداد کے ساتھ بھی بڑے دشمن کا مقابلہ کیا ہو، دنیا کی نگاہوں میں ہمیشہ فاتح ٹھہرتی ہے۔اور پاکستان ہمیشہ ان حوالوں سے دنیا میں سربلند رہا ہے۔

صدیوں کی جدوجہد اور ہزاروں قربانیوں کے بعد پاکستان جب 1947 میں ایک آزاد مملکت کی حیثیت میں ابھرا تو اسے بے شمار مشکلات کا سامنا تھا۔وہ ایک پرامن منزل کی طرف رواں رہنا چاہتا تھا اور جنگ وجدل اس کی منزل نہیں تھی۔ وہ امن کا خواہاں تھا اور قریبی ہمسایوں سمیت دنیا بھر کے ممالک سے دوستی کے رشتے بڑھانا چاہتا تھا۔ہماری مذہبی اور ثقافتی روایات دوستی، مہمان نوازی اور خلوص کے رشتوں کی تھیں اور پاکستانیوں کو ان روایات کا احساس تھا۔پاکستانی قوم کو تحمل، برداشت اور رواداری کی اقدار ورثے میں ملی تھیں۔شہروں سے لے کر دیہات تک انہی انسانی رویوں کو سکولوں، مدرسوں، کالجوں، یونی ورسٹیوں میں اعلیٰ انسانی اور اسلامی اقدار کے طور پر پڑھایا جاتا تھا اور انہی کی

تربیت گھروں میں دی جاتی تھی۔

چنانچہ 1947 ہی سے پاکستان کے دوستانہ مراسم دنیا بھر کے ممالک سے استوار ہوئے اور پاکستان نے قومی یکجہتی کے ساتھ مہمان نوازی اور دوستی کی نئی مثالیں قائم کیں۔ایک جمہوری معاشرے میں رواداری بنیادی صفت ہوا کرتی ہے اور پاکستان ابتدا ہی سے اسلامی جمہوریہ کی منزل کی طرف گامزن رہا ہے۔ زمین کا وہ خطہ جس پر پاکستان قائم ہے، تاریخی اور مذہبی ورثوں سے مالا مال ہے اور پاکستانی اپنے ورثوں سے محبت کرتے ہیں۔قدرتی مناظر اور فطری حسن اس ملک کی شناخت ہے۔اس کی زمردیں جھیلیں، عظیم گلیشیر، آسمان کو چھوتی برف پوش چوٹیاں، پہاڑوں سے سمندر تک انسانوں اور جانداروں کو سیراب کرتے رنگا رنگ دریا، گل پوش وادیاں اور دنیا بھر سے جوڑ دینے والا سمندر دنیا بھر کے سیاحوں کو مبہوت کرتے اور خراج حسن وصول کرتے ہیں۔ دنیا کی دوسری بلند چوٹی کے۔ٹو یہیں واقع ہے۔یہی نہیں، قیمتی معدنیات، بیش قیمت پتھر، سونے، تانبے اور کوئلے کے ذخائر پاکستان کو مالا مال کرتے ہیں۔ اسی کے ساتھ تعلیمی میدان میں پاکستان سائنس، اقتصادیات اور آئی ٹی وغیرہ کے میدانوں میں تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ پاکستان کا یقین ہے کہ اس خطے کی سلامتی اور ترقی پائیدار امن اور علاقائی تعاون کے ساتھ منسلک ہے۔ چنانچہ اس نے ہمسایہ ممالک سے تعاون اور باہمی ترقی کے لیے ہمیشہ ہاتھ بڑھایا ہے۔

لیکن بدقسمتی سے بھارت کو پاکستان کا امن وآشتی اور ترقی کے راستے پر چلنا کسی طرح منظور نہیں۔پاکستان کے ایک الگ اور خودمختار ملک بن جانےکے بعد ہندوستان کو چاہئے تھا کہ اس حقیقت کو تسلیم کرلے اور دوستی کا راستہ اختیار کرےلیکن پاکستان کو شروع ہی سے بھارت کی طرف سے مسلسل دشمنی کے رویوں کا سامنا ہے۔ خاص طور پر کشمیر میں، جو ایک ایسا خطہ ہے جس میں دنیا بھر میں سب سے زیادہ فوجیں تعینات ہیں۔ ہندوستان تقسیم ہند کے اس فارمولے سے منحرف ہوا جو طے پایا تھا۔ بعدازاں کشمیر کا معاملہ اقوام متحدہ میں خود بھارت لے گیا۔ جہاں سلامتی کونسل کی قراردادوں نے کشمیری عوام کو حق خودارادیت دیا۔لیکن بھارت مسلسل کشمیری قوم کے حق خودارادیت کی مخالفت کر رہا ہے جبکہ اس حق کا ان سے اقوام متحدہ نے وعدہ کیا ہوا ہے۔اس رویے نے پاکستان کو اپنی تاریخ میں کئی باران آزمائشوں کی طرف دھکیلا جن کی ابتدا میں بات کی گئی ہے اور الحمدللہ پاکستان ہمیشہ ان آزمائشوں سے سرخرو ہو کر نکلا ہے۔

ہندوستان نے درحقیقت کبھی پاکستان کو ایک الگ اور خودمختار ملک کی حیثیت میں تسلیم کیا ہی نہیں۔اس لیے پاکستان کے خلاف بھارتی مہم کوئی نئی بات بھی نہیں۔ تقسیم ہندوستان کے فوراً بعد ہی اس کا آغاز ہو گیا تھا اور بعد کے عشروں میں اس مہم میں شدت آتی چلی گئی۔ کشمیر کا مسئلہ تو خود پاکستان کے بانی قائداعظم محمد علی جناح کی زندگی ہی میں سامنے آگیا تھا۔1951 میں ایسی ہی بھارتی ممکنہ جارحیت کے جواب میں پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان نے ایک جلسے میں مکا دکھا کر بھارتی قیادت کے سامنے قومی عزم کا اظہار کیا تھا۔لیکن بھارت نے بعد کے زمانوں میں بھی اس پروپیگنڈا مہم کو جاری رکھا۔ بھارت درج ذیل من گھڑت الزامات پاکستان پر لگاتا رہا ہے۔

دہشت گردی کی حمایت اور مدد: دنیا میں دہشت گردی کے خلاف جب ایک بڑی لہر اٹھی اور مشترکہ جدوجہد کا آغاز ہوا تو بھارت نے اس عالمی مسئلے کو پاکستان کی ریاستی پالیسی سے جوڑنے کی کوشش کی۔ پاکستان کے خلاف، جو خود دہشت گردی کے شدید متاثرین میں سے ہے اور اس کے خلاف جنگ میں صف اول کا شریک ہے، ہندوستان نے دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ وہ بھارت اور دنیا بھر میں دہشت گردی کا ذمیدار ہے۔ دنیا خود دیکھ رہی تھی کہ ہزاروں پاکستانی شہری اور فوجی دہشت گردی کی نذر ہوئے ہیں اور ملک نے شدید مالی نقصان بھی اٹھایا ہے، اس لیے بھارت کا یہ بیانیہ رد کردیا گیا۔

سرحد پار دہشت گردی:

بھارت نے کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کے لیے کوششوں کو بھی دہشت گردی قرار دینے کی کوشش کی اور پاکستان کی کشمیریوں کے لیے حمایت کو سرحد پار دہشت گردی کہہ کر دنیا کو گمراہ کرنے کی مہم چلائی جبکہ پاکستان کا موقف واضح ہے۔ وہ کشمیریوں کے حق خودارادیت اور ان کوششوں کی حمایت کرتا ہے اور اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس کا عالمی دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سائبر جنگ:

یہ تیسرا الزام ہے جو پاکستان پر لگایا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان اپنے تمام وسائل کے ساتھ کشمیریوں کے حقوق کے ساتھ کھڑا

ہوا ہے اور اس حق کی بحالی کے لیے بھارت سے جنگیں بھی لڑ چکا ہے۔ اس لیے اس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

حریت پسندوں کی حمایت: جیسا کہ دنیا کو معلوم ہے پاکستان کشمیری حریت پسندوں کی ہمیشہ سے حمایت کرتا آیا ہے اور کشمیر کے عالمی مسئلے پر واضح مؤقف رکھتا ہے۔ اس لیے بھارت کا یہ الزام بھی بے بنیاد اور من گھڑت ہے۔

فالس فلیگ آپریشن:

اپنے اس بیانیے کو تقویت دینے اور پاکستان کو عالمی ممالک میں دہشت گرد قرار دینے کے لیے ہندوستان نے فالس فلیگ آپریشن کیے جو خود اسی کی منصوبہ بندی سے کیے گئے۔

پلوامہ حملہ (2019): پلوامہ، مقبوضہ کشمیر میں بھارتی سکیورٹی فورسز پر ایک حملہ کیا گیا جو فالس فلیگ آپریشن تھا، لیکن ہندوستان نے اس کا الزام پاکستان پر لگایا۔ دراصل یہ بی جے پی کا بھارتی انتخابات میں مقبولیت اور ووٹ حاصل کرنے کا ایک ڈرامہ تھا۔ الزام کی آڑ میں ہندوستان نے رات کے اندھیرے میں بین الاقوامی سرحد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بالاکوٹ میں ایک پہاڑی پر مدرسے کی عمارت پر بم گرائے۔ اس حملے میں کوئی بھی جانی نقصان نہیں ہوا لیکن بھارت نے کئی "دہشت گردوں" کو ہلاک کرنے کا دعویٰ کیا۔ بھارتی فضائیہ کی یہ جارحیت ناقابل برداشت تھی اس لیے جوابی کارروائی میں پاکستانی فضائیہ نے دن کے وقت بھارتی ملٹری تنصیبات کیبالکل قریب جگہوں کو نشانہ بنایا جو بنیادی طور پر تنبیہ تھی کہ ہم ان جگہوں کو تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ بھارتی فضائیہ کے ایک طیارے کی پاکستانی حدود میں گھس آنے پر اسے گرالیا گیا اور ونگ کمانڈر ابھی نندن کو، جو پاکستانی علاقے میں گرا، گرفتار کرلیا گیا۔ پاکستانی پالیسی جنگ روکنے کی تھی چنانچہ ابھی نندن کو بھارت واپس بھجوا دیا گیا۔

پہلگام حملہ۔ فالس فلیگ آپریشن (22 اپریل 2025)

اس حملے میں 26 بھارتی شہریوں کی ہلاکت ہوئی۔ اس کا الزام بھی ہندوستان نے پاکستان پر لگایا۔ یہ جگہ لائن آف کنٹرول سے بہت دور تھی اور بھارتی انٹیلی جنس اور سکیورٹی اداروں کی بڑی ناکامی تھی۔ حملہ آور نہ پکڑے جاسکے، نہ ان کی کسی طرح کی معلومات مل سکیں۔ جبکہ اس کے بھی بی جے پی کے سیاسی مقاصد تھے۔ پاکستان نے الزام سے انکار کیا ور بین الاقوامی تحقیقی کمیشن بنانے کا مطالبہ کیا نیز اپنی طرف سے بھارت کو ہر طرح کے تعاون کی پیش کش کی۔ یہ تمام پیش کشیں رد کردی گئیں اور بھارت اپنے منصوبے کے مطابق ملک میں ایک جنگی ماحول بناتا چلا گیا۔

الزام تراشی کے مقاصد:

اس الزام تراشی سے بھارت کے کئی مقاصد تھے۔ اول۔ بھارت میں جو اندرونی تحریکیں اور مرکز کی مخالفتیں مسلسل جاری ہیں، ان کو

کچلنا۔ دوم اقلیتوں کو اور خاص طور پر مسلمانوں کو نشانہ بنانا۔ سوم بی جے پی کا اپنے حاکمانہ طرزِ حکومت کو مضبوط کرنا۔ انہی مقاصد کے تحت یہ فالس فلیگ آپریشن کیا گیا۔

پاکستان کی امن کے لیے مسلسل کوششوں کے باوجود بھارت نے 7 مئی 2025 کو رات کے اندھیرے میں پاکستان کے شہری علاقوں پر حملہ کر دیا جسے " آپریشن سندور" کا نام دیا گیا۔ نمازِ عصر کے وقت آزاد کشمیر کی ایک مسجد پر بھارتی ڈرونز نے حملہ کیا۔ اسی طرح باغ، آزاد کشمیر کی ایک شہری آبادی پر بھارتی میزائیل سے حملہ کیا گیا۔ شہید مسجد سبحان اللہ، بہاولپور، پنجاب پر حملہ کیا گیا۔ لاہور کے نزدیک مریدکے میں شہری عمارتوں پر حملہ کیا گیا۔

جانی نقصانات:

رات کے اندھیرے میں ان حملوں سے 42 پاکستانی شہریوں کی شہادتیں ہوئیں۔ جن میں 17 عورتیں، 8 بچے، 17 مرد شامل تھے۔ ان کے علاوہ 65 شہری زخمی ہوئے۔ تعمیراتی نقصانات: ان حملوں میں 2 مساجد شہید ہوئیں، 21 مکانات مسمار ہوئے، اور 1 سکول کی عمارت کے کچھ حصے کو نقصان پہنچا تھے اور بے گناہ شہریوں پر یہ حملے بین الاقوامی مسلمہ قوانین، جنیوا کنونشن اور تمام انسانی اقدار کی کھلی خلاف ورزیاں تھیں۔ پاکستان نے واضح کیا کہ ان حملوں کا اپنے دفاع کے حق کے تحت بھرپور جواب دیا جائے گا۔

آپریشن بنیانُ مرصوص 7 مئی 2025 مقاصد:

اب پاکستان کے لیے ناگزیر ہو چکا تھا کہ وہ اس جارحیت کا بھرپور اور موثر فوری جواب دے۔ چنانچہ "آپریشن بنیانُ مرصوص" کے تحت آپریشن کا آغاز کردیا گیا۔ بنیانُ مرصوص قرآن کریم کی ایک آیت کا ٹکڑا ہے جس کا مطلب سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے۔ اس آپریشن کے کئی مقاصد تھے جن میں اول۔ شہریوں کی حفاظت، دوم ان خطرات کو ختم کردینا جو ملک کی حفاظت کے لیے موجود خطرات مثلا" بھارتی فضائی طیارے، میزائیل، ڈرونز وغیرہ کو ختم کردینا تھا۔ تیسرا مقصد امن کی بحالی تھا جو اسی طرح ممکن تھی کہ دشمن پاکستانی طاقت اور جوابی کارروائی کے خوف سے مزید حملوں سے باز رہے۔ چوتھا مقصد بین الاقوامی قوانین کی بحالی تھی جس میں سرحدوں کی حفاظت، ملک کی خودمختاری اور سالمیت سرفہرست ہیں۔

بنیادی خدوخال

اس آپریشن کے بنیادی خدوخال بہت سوچ سمجھ کر ترتیب دئے گئے جس میں بری، فضائی اور بحری افواج کو مکمل ہم آہنگی اور مربوط منصوبہ بندی کے ساتھ آپس میں منسلک کیا گیا تھا۔ پاکستان کی ہمیشہ سے پالیسی ہے کہ دشمن ملک کے شہریوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اس آپریشن میں اس کا بھی خاص خیال رکھا گیا تھا۔ اس طرح یہ بھی ضروری تھا کہ بھارتی جارحیت کے 72 گھنٹوں کے اندر ایک مو?ثر، بھرپور اور نپا تلا جواب دیا جائے۔ اللہ کے فضل سے آپریشن بنیانُ مرصوص ان سب خدوخال اور جزئیات کے ساتھ بہت کامیاب اور بہت نمایاں رہا۔

پاکستان بری فوج کے زمینی آپریشنز

پاکستانی بری فوج نے اس آپریشن کے ساتھ ہی متعدد مقامات پر اپنے آپریشنز کا آغاز کردیا۔ لائن آف کنٹرول آزاد کشمیر پر فوج نے بھارت کو بھرپور جواب دینا شروع کیا۔ ایلیٹ سپیشل سروسز گروپ اور انفنٹری یونٹس کے مشترکہ اور مربوط آپریشنز کے ذریعے باغ، راولاکوٹ اور کوٹلی سیکٹرز، کشمیر میں بھرپور کارروائیاں کی گئیں۔ جس کے بھرپور نتائج حاصل ہوئے۔ دشمن کی 37 پوسٹس کا خاتمہ کیا گیا۔ نگرانی کے 4 بنکرز تہس نہس کردئے گئے۔ شدید فائرنگ کے بیچ 24 زخمی شہریوں کو محفوظ علاقوں میں منتقل کیا گیا اور 6 سرحدی دیہات کی حفاظت کی گئی۔

7 مئی 2025

1۔ پٹھانکوٹ بریگیڈ ہیڈکوارٹرز اور ادھم پور سپلائی ڈپو کو تباہ کردیا گیا جو بھارت کے لیے ایک بڑا نقصان تھا۔

2۔ دشمن نے کئی جگہ سرحد میں دراندازی کی کوشش کی جسے مکمل ناکام بنا دیا گیا

3۔ زمینی اور فضائی دفاعی نظام کی مربوط کوششوں سے 5 بھارتی طیارے مار گرائے گئے جن میں رافیل اور ایس یو 30 بھی شامل تھے۔

4۔ پاکستانی جوابی حملوں میں کوئی بھارتی شہری ہلاک نہیں ہوا

5۔مقامی آبادیوں نے اس پیشہ ورانہ مہارت پر پاکستانی افواج کو خراج تحسین پیش کیا

پاکستانی فضائیہ کے آپریشنز

دشمن کے 3 ڈرونز لانچ پیڈز کو تباہ کیا گیا۔اس کے ساتھ راڈار اور سگنل نشریاتی سٹیشنز کو بھی تباہ کیا گیا۔3 یو اے وی ڈرونز بھی گرا لیے گئے ۔آزاد کشمیر میں زخمی شہریوں کو فوری طبی امداد درکار تھی چنانچہ فضائیہ نے طبی امداد کے بنڈلز متعلقہ علاقوں میں فضا سے گرائے اور یہ مدد فراہم کی۔فضائیہ کی ساری آپریشنز میں کسی بھی بھارتی شہری کی ہلاکت نہیں ہوئی جو نپے تلے اور درست ردعمل کی درستی کی نشان دہی ہے۔

10 مئی 2025

25 بھارتی ڈرونز گرا لیے گئے جن میں اسرائیلی ساختہ خودکش کاما کازی ڈرونز بھی شامل تھا۔ پاک فضائیہ کے جے ایف تھنڈر طیاروں نے ہائپرسونگ میزائلوں کا بےجا تلا استعمال کیا۔ بین الاقوامی مبصرین نے تصدیق کی کہ کوئی شہری ہلاکتیں نہیں ہوئیں۔

25 بھارتی ڈرونز کا گرایا جانا۔جن میں اسرائیلی ساختہ کاما کازی خودکش ڈرون بھی شامل ہے۔جے ایف 17 تھنڈر طیاروں کا ہائپرسونک میزائیل کا بےجا تلا استعمال۔ بین الاقوامی مبصرین کی تصدیق کہ کوئی شہری ہلاکتیں نہیں ہوئیں۔

10 مئی 2025

1۔ادھم پور میں ایس400 میزائیل نظام کی تباہی: بھارت کو اپنے روسی ساختہ میزائیل نظام ایس400 پر بہت گھمنڈ تھا۔ یہ میزائیل نظام جدید ترین ہے اور اپنی بہت سی خصوصیات کی وجہ سے دنیا کے بہترین میزائل سسٹمز میں شمار کیا جاتا ہے۔ پاک فضائیہ نے ایک مشکل مگر کامیاب مشن کے تحت اس سسٹم کو ادھم پور اور بھوج کے علاقوں میں نشانہ بنایا۔ یہ بھارت کے لیے بہت بڑا نقصان تھا۔

2۔ پاک فضائیہ نے پٹھانکوٹ، جموں، سری نگر اور بھوج میں 4 بھارتی فضائی اڈوں کو نشانہ بنا کر انہیں سخت نقصان پہنچایا۔

3۔ بھارت کے براہموس میزائیل ایک بڑا خطرہ تھے پاک فضائیہ نے براہموس میزائیلوں کے 2 ڈپوز کو نشانہ بنا کر ان کا خاتمہ کیا۔

4۔ایسے 26 مقامات کو نشانہ بنایا گیا جو جنگی حکمت عملی کے لحاظ سے بہت اہم تھے۔ان میں ایندھن کے ڈپو، نشریاتی سٹیشنز، سپلائی لائنز وغیرہ شامل ہیں۔

5۔ پی اے ایف کے سائبر جنگ ڈویژن نے بھارتی بجلی اور مواصلاتی نظام کو 70 فیصد درہم برہم کر دیا۔ جس کی وجہ سے بے شمار شعبوں کے کام رک گئے اور شدید خوف و ہراس پھیل گیا۔

پاکستانی بحری فوج کا علاقائی تحفظ میں کردار دفاعی سمندری حکمت عملی

کسی ملک کی تجارت اور حفاظت میں بحریہ کا کردار بہت اہم ہوا کرتا ہے۔ پاک بحریہ ہمیشہ یہ کردار ادا کرتی چلی آئی ہے۔ آپریشن بنیانٌ مرصوص میں بھی یہ کردار بہت اعلیٰ طریقے سے ادا کیا گیا۔ تجارتی راستوں کو کھلا رکھنا، ساحلی شہریوں اور بستیوں کی حفاظت کرنا اور دشمن کو خوف زدہ رکھنا اس کردار کے بنیادی خدوخال تھے۔ پاک بحریہ نے اس سلسلے میں جو اقدامات کیے وہ درج ذیل ہیں۔

اٹھائے گئے اقدامات

1۔ پاک بحریہ نے گوادر سے کراچی تک کی سمندری نگرانی میں اضافہ کر دیا اور اس پر کڑی نظر رکھی کہ سمندری حدود کو ہر قسم کی جارحیت سے پاک رکھا جائے۔

2۔سون میانی اور جیوانی راڈار سٹیشنز فعال تھے لیکن اس نگرانی میں اور اضافہ کیا گیا

3۔2 دشمن جہاز پاکستانی سرحدوں کے قریب تھے۔ خطرہ تھا کہ وہ حدود میں دخل نہ ہوں۔ انہیں کامیابی سے روکا گیا۔

4۔ بھارتی بحری جنگی جہازوں کی باریک بینی سے نگرانی کی گئی۔ان کی نقل و حرکت اور ممکنہ اقدامات پر نظر رکھی گئی جس کے باعث انہیں قریب آنے کی جرات نہیں ہو سکی۔

5۔ مچھیروں اور ساحلی آبادیوں کے شہریوں کی حفاظت کی جاتی رہی اور انہیں تازہ ترین صورت حال سے آگاہ کیا جاتا رہا۔

6۔اس کشمکش کے پورے دورانیے میں سمندری حدود کی کوئی بھی خلاف ورزی نہ ہونا پاک بحریہ کی کامیابی کی دلیل ہے۔

اتحاد،عزم اوردنیا کے لیے پیغام

پاکستان امن کا خواہاں ہے لیکن جارحیت کبھی برداشت اور قبول نہیں کرسکتا۔پاکستان نے یہ بات دنیا کو اپنے حالیہ آپریشنز سے پہلے اور بعد میں بتا دی گئی تھی۔12 مئی 2025 کو آئی ایس پی آر نے آپریشن بنیان مرصوص کی شاندار کامیابی کے بعد اس کے اختتام کا اعلان کیا۔ اس کے مطابق "یہ ایک قانون کے مطابق، محدود، اور اپنا دفاعی حق استعمال کرتے ہوئے منتخب اہداف پر جوابی ردعمل تھا۔کسی شہری کی ہلاکت نہیں ہوئی اور تمام اہداف فوجی نوعیت کے منتخب کیے گئے تھے۔تمام حملے مصدقہ معلومات کے حصول کے بعد کیے گئے۔ہم امن کے خواہاں ہیں لیکن ہم اپنے ایمان، اپنی زمین اور اپنے شہری کی مکمل حفاظت کرتے ہوئے ان پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے"۔

انتساب،خراج تحسین

تمام شہداء،اور دفاعی افراد کو قوم کی طرف سے خراج تحسین ہے۔ہمارے آپریشنز اور ہماری کامیابیاں ان بچوں،عورتوں اور شہریوں کے نام ہیں جو جون 2024 میں شہادت کے مرتبے پر سرفراز ہوئے یہ ان بہادر افواج کے نام بھی ہیں جو مئی 2025 میں استقامت اور جرات کے ساتھ کھڑی رہیں۔

پاکستان اور امریکہ کے ابھرتے تجارتی و توانائی تعلقات

امتیاز احمد تارڑ

(کالم نگار اور اینکر ہیں، اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں)

امریکا اور پاکستان کے تعلقات سات دہائیوں پر محیط ایک پیچیدہ مگر اہم تاریخ رکھتے ہیں۔ ان تعلقات میں جہاں دفاعی شراکت، مفادات کی ہم آہنگی اور اقتصادی روابط کے مواقع سامنے آئے، وہیں بداعتمادی، غیر متوازن توقعات اور پالیسی کے تضادات نے ان تعلقات کو کئی بار بحرانوں میں بھی ڈالا۔ تاہم، حالیہ برسوں میں تجارت اور توانائی کے میدان میں جس خاموش مگر مسلسل بہتری کی لہر آئی ہے، وہ ان دو ممالک کے تعلقات کو ایک نئے رخ پر ڈالنے کی امید جگا رہی ہے۔

پاکستان اور امریکا کے درمیان تعلقات کا ابتدائی دور 1950 کی دہائی سے شروع ہوا، جب سرد جنگ کے ماحول میں پاکستان نے امریکا کے ساتھ دفاعی اتحاد میں شمولیت اختیار کی۔ سیٹو اور سینٹو جیسے معاہدوں کا حصہ بننے کے باوجود، پاکستان کو متعدد مواقع پر مایوسی کا سامنا کرنا پڑا، خاص طور پر 1965 اور 1971 کی جنگوں کے دوران۔ 1980 کی دہائی میں افغانستان میں سوویت مداخلت کے بعد امریکا کو ایک بار پھر پاکستان کی ضرورت پڑی، اور دونوں ممالک کی شراکت عروج پر پہنچ گئی۔ لیکن سوویت انخلاء کے بعد امریکا نے ایک بار پھر پاکستان سے منہ موڑ لیا، اور 1990 کی دہائی میں پریسلر ترمیم کے تحت پابندیاں لگ گئیں، جس سے تعلقات میں دراڑ پڑی۔ نائن الیون کے بعد پاکستان کو ایک بار پھر امریکی پالیسی میں مرکزی حیثیت حاصل ہوئی۔

پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں فرنٹ لائن اسٹیٹ کا کردار ادا کیا، لیکن اس شراکت کی قیمت پاکستان نے معاشی،

سماجی اور سیکیورٹی بحرانوں کی شکل میں چکائی۔ امریکی امداد ملی، مگر عدم اعتماد کی فضا برقرار رہی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ، ایک پہلو ایسا بھی ابھرا جس نے اس تعلق کو نسبتاً پائیدار اور بامقصد بنانے کی راہ دکھائی، اور وہ ہے تجارت و توانائی کا شعبہ۔ 2025 میں اس سمت میں ایک اہم موڑ آیا جب امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے پاکستان سے درآمدی اشیاء پر ٹیرف میں 10 فیصد کمی کا اعلان کیا۔ پاکستان کے لیے یہ ٹیرف 29 فیصد سے کم ہو کر 19 فیصد کر دیا گیا، جبکہ بھارت پر 25 فیصد، اور بنگلہ دیش و سری لنکا پر 20، 20 فیصد ٹیرف عائد کیا گیا۔ اس اقدام کا خطے میں معاشی اور سیاسی اثر فوری طور پر محسوس کیا گیا۔ پاکستان کی اسٹاک مارکیٹ میں زبردست تیزی آئی، کے ایس ای-100 انڈیکس 1,644 پوائنٹس کے اضافے کے ساتھ 141,034 پوائنٹس کی نئی بلند سطح پر پہنچ گیا۔ اس کے برعکس، بھارتی اسٹاک مارکیٹ میں مسلسل دوسرے روز بھی مندی کا رجحان رہا، جس سے سرمایہ کاروں کے کھربوں روپے ڈوب گئے۔ یہ صرف ایک عددی تبدیلی نہیں تھی بلکہ امریکا کی اقتصادی پالیسی میں ایک واضح رجحان کا مظہر تھا، جو پاکستان کے لیے تجارتی امکانات کے ایک نئے دروازے کے طور پر سامنے آیا۔ پاکستانی وزارت خزانہ نے اس فیصلے کو بھرپور سراہا، اور کہا کہ یہ رعایت امریکی منڈی میں پاکستانی مصنوعات کے لیے نئی رسائی کا باعث بنے گی۔ ترجمان نے اس امید کا اظہار کیا کہ برآمدی ادارے اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔

وزیراعظم شہباز شریف نے صدر ٹرمپ کے فیصلے پر اظہار تشکر کیا اور کہا کہ یہ فیصلہ دونوں ممالک کے درمیان بڑھتے ہوئے اعتماد کی علامت ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان اب "امداد نہیں، تجارت" کی پالیسی پر کاربند ہے اور عالمی برادری میں برآمدی بنیاد پر خودانحصاری کی راہ پر گامزن ہے۔ اسی تجارتی رعایت کے ساتھ ساتھ امریکا نے توانائی کے شعبے میں بھی پاکستان کے ساتھ اشتراکِ عمل کی نئی راہیں کھول دی ہیں۔ حال ہی میں اعلان کیا گیا کہ امریکا پاکستان کے ساتھ مشترکہ طور پر تیل کے ذخائر کی تلاش اور ترقی کا معاہدہ کر رہا ہے۔ خاص طور پر سندھ، بلوچستان، پنجاب اور خیبرپختونخوا کے ممکنہ تیل کے ذخائر پر کام کا آغاز کیا جا رہا ہے، جو پاکستان کے لیے توانائی کے بحران سے نمٹنے کی جانب ایک بڑی پیش رفت ثابت ہو سکتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ، قابل تجدید توانائی کے منصوبے جیسے سولر، ونڈ اور ہائیڈرو پاور پر امریکا کی تکنیکی اور مالی معاونت بھی جاری ہے۔ یہ اقدامات پاکستان کی توانائی کی سلامتی کے لیے اہم سنگِ میل بن سکتے ہیں۔ یہ تمام مثبت پیش رفتیں اس وقت ممکن ہوئیں جب پاکستان میں داخلی سطح پر قیادت نے غیرمعمولی استحکام اور وژن کا مظاہرہ کیا۔

وزیراعظم شہباز شریف نے اپنی حکومت کی مدت کے آغاز سے ہی اقتصادی استحکام اور سرمایہ کاری کے فروغ کو اپنی ترجیحات میں شامل رکھا۔ ان کی زیرقیادت قائم ہونے والا اسپیشل انویسٹمنٹ فیسیلیٹیشن کونسل (SIFC) اس پالیسی کا ایک نمایاں مظہر ہے، جس کے ذریعے سرمایہ کاروں کو ون ونڈو سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں اور رکاوٹوں کو دور کیا جا رہا ہے۔ پاکستان کی فوجی قیادت نے بھی اس سمت میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ خاص طور پر فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کی بصیرت افروز اور قومی سوچ پر مبنی قیادت نے پاکستان کو مشکل وقتوں میں استحکام بخشا۔ چاہے

وہ داخلی سلامتی کے معاملات ہوں، یا بین الاقوامی سطح پر پاکستان کا موقف، فیلڈ مارشل منیر کی موجودگی نے پاکستان کو اعتماد اور جرات سے فیصلہ سازی کے قابل بنایا ہے۔ ان کی قیادت میں پاکستان نے مئی 2025 میں خطے میں بڑھتی کشیدگی کے دوران بہترین حکمت عملی اختیار کی، جس سے نہ صرف دشمنوں کے عزائم ناکام ہوئے بلکہ عالمی سطح پر پاکستان کی فوجی صلاحیت اور پختہ فیصلے کی ساکھ بھی بہتر ہوئی۔ سید عاصم منیر وہ واحد

پاکستانی جرنیل ہیں جنہیں فیلڈ مارشل کا رتبہ دیا گیا، جو ان کی قیادت، خدمات اور پالیسی وژن کا اعتراف ہے۔ ان کے فوجی اقدامات کے ساتھ ساتھ ان کی معاشی و سفارتی پالیسیوں میں دلچسپی بھی اہم رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکا سمیت عالمی طاقتیں اب پاکستان کی فوجی قیادت کو محض سیکیورٹی کے نقطہ نظر سے نہیں بلکہ پالیسی میکر کے طور پر دیکھنے لگی ہیں۔ ڈونلڈ ٹرمپ نے بھی ان کے ساتھ ملاقات کے بعد تعریفی کلمات ادا کیے اور انہیں خطے میں امن قائم رکھنے والا اہم کردار قرار دیا۔

فیلڈ مارشل منیر کی قیادت اور وزیر اعظم شہباز شریف کی پالیسی بصیرت نے مل کر پاکستان کو ایک نئی راہ پر ڈال دیا ہے، جس میں سیاسی ہم آہنگی، اقتصادی ویژن، اور قومی سلامتی کی مکمل ضمانت موجود ہے۔ یہی قیادت ہے جو پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر قابلِ اعتبار، قابلِ بھروسا اور قابلِ سرمایہ کاری ملک کے طور پر پیش کر رہی ہے۔ خطے میں اگر امریکا کی نئی تجارتی پالیسی کا جائزہ لیا جائے تو پاکستان کی پوزیشن نسبتاً مضبوط دکھائی دیتی ہے۔ بھارت، جو امریکا کا دیرینہ دفاعی شراکت دار ہے، اب تجارتی طور پر مشکلات کا شکار ہو رہا ہے۔ 25 فیصد ٹیرف بھارت کی برآمدی صنعت پر کاری ضرب ہے۔ اسی طرح بنگلہ دیش اور سری لنکا کو بھی 20 فیصد ٹیرف کا سامنا ہے۔ اس کے برعکس پاکستان کو دی گئی 10

فیصد ٹیرف چھوٹ نہ صرف امریکی منڈی میں پاکستان کی شراکت کو بڑھا سکتی ہے بلکہ خطے میں اسے ترجیحی حیثیت بھی فراہم کر سکتی ہے۔ پاکستان کو اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے اپنی برآمدی بنیاد کو مزید وسعت دینی ہوگی۔ ٹیکسٹائل اور زراعت کے علاوہ آئی ٹی، فارماسیوٹیکل، کھیلوں کے سامان اور انجینئرنگ مصنوعات میں بھی پیش رفت کی ضرورت ہے۔

حکومت کو چاہیے کہ وہ برآمدی اداروں کو سبسڈی، ٹریننگ، ٹیکنالوجی ٹرانسفر اور عالمی معیار کے مطابق رجسٹریشن میں مدد فراہم کرے۔ توانائی کے میدان میں امریکا کے ساتھ اشتراک کو مزید وسعت دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ بجلی کے نظام میں بہتری، توانائی کی تقسیم میں شفافیت، اور نئی سرمایہ کاری کو محفوظ بنانے کے لیے پالیسی میں تسلسل ضروری ہے۔ امریکی کمپنیاں اگر پاکستان کے توانائی سیکٹر میں کھل کر آئیں تو یہ پاکستان کی صنعتی ترقی اور برآمدی صلاحیت کے لیے گیم چینجر ثابت ہو سکتی ہیں۔ یہ امر بھی اہم ہے کہ پاکستان اس تمام پیش رفت کو صرف امریکا تک محدود نہ رکھے بلکہ چین، ترکی، سعودی عرب، یورپ اور وسطی ایشیائی ممالک کے ساتھ بھی اسی نوعیت کے تجارتی و توانائی معاہدات کی طرف بڑھے۔ بین الاقوامی تعلقات میں تنوع نہ صرف خود انحصاری کی ضمانت بنتا ہے بلکہ پاکستان کو بہتر سودے بازی کی پوزیشن میں بھی لے آتا ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ آج پاکستان اس مقام پر کھڑا ہے جہاں وہ اپنے ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھ کر ایک نئے مستقبل کی تعمیر کر سکتا ہے۔ داخلی سطح پر مضبوط سیاسی اور عسکری قیادت، عالمی سطح پر بہتر سفارتی ماحول، اور اقتصادی مواقع کا در کھلنا ایک ایسا امتزاج ہے جو کئی دہائیوں بعد حاصل ہوا ہے۔ اگر موجودہ حکومت اور قیادت اسی تسلسل کے ساتھ پالیسی استحکام، اقتصادی شفافیت اور عالمی اعتماد کے فروغ پر کام کرتی رہی تو آنے والے برس پاکستان کے لیے خوشحالی اور خود انحصاری کا نیا دور ثابت ہو سکتے ہیں۔ پاکستان کے لیے یہ وقت ہے کہ وہ عالمی معاشی نقشے پر نہ صرف ایک برآمدی ملک بلکہ ایک پائیدار اور قابلِ اعتبار اقتصادی شراکت دار کے طور پر اپنا مقام مضبوط کرے۔ اس راہ میں امریکا کے ساتھ ابھرتے ہوئے تعلقات ایک روشن ستارے کی مانند ہیں، جو درست سمت میں رہنمائی فراہم کر رہے ہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ ہم خود بھی اس روشنی کی قدر کریں، اور اسے بکھرنے نہ دیں۔

معرکۂ ستمبر اور معرکۂ حق - ناقابلِ تسخیر پاکستان

میجر شہزاد نیر (ریٹائرڈ)

ادبی تقاریب اور مشاعروں میں شرکت کرتے ہیں، علاقائی اور دفاعی امور پر گہری نظر رکھتے ہیں۔

ستمبر کا مہینہ ہر سال ہمیں اس عظیم معرکے کی یاد دلاتا ہے جس میں ایک نو آزاد مملکت نے اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ اس سے ہمیشہ کے لیے یہ بات تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہو گئی کہ جذبے مشین پر فتح پا سکتے ہیں۔ 6 ستمبر 1965 سے لے کر اب تک یہ دن ہر سال یومِ دفاع پاکستان کے طور پر منایا جاتا ہے۔ پوری پاکستانی قوم ایک بار پھر اس عہد کی تجدید کرتی ہے جو اس نے مٹی کے ساتھ باندھ رکھا ہے۔ وہ عہد ہے سرزمین پاک کے چپے چپے کے دفاع کا عہد، ترقی و خوشحالی کا عہد وطن کو ہم عظیم سے عظیم تر بنائیں گے۔

امن پسندی سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ امن ہی میں انسانیت کا مستقبل پنہاں ہے۔ ہم سب ہمیشہ امن کے متلاشی رہتے ہیں تا کہ معاشروں میں المیہ جنم نہ لے، قتل و غارت گری نہ ہو سماج میں بے امنی راہ نہ پائے۔ لیکن تاریخ عالم کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ اگر آپ امن کے خواہاں ہیں تو آپ اپ کو جنگ کے لیے ہمہ وقت تیار رہنا ہو گا۔ اقبال کا شعر ذہن میں آتا ہے۔

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

تاریخ نے ہمیں یہ سبق پڑھایا ہے کہ جو قوم اپنے دفاع سے غافل ہو گئی اور جنگی تیاریوں کو امن پسندی کے نام پر پس پشت ڈال دیا اس پر ہمیشہ کوئی طاقت ور دشمن چڑھ دوڑا۔ شاید اس دنیا میں مطلق امن پسندی ممکن نہ ہو کیونکہ پانچ ہزار سالہ انسانی تاریخ یہی بتاتی ہے کہ انسان

جنگیں لڑتا رہا ہے۔ ہم ضرور امن کی خواہش رکھیں، امن پسندی کو فروغ دیں لیکن خود کو اس قدر مضبوط کر لیں کہ کسی جارحیت پسند طالع آزما کو ہم پر حملہ کرنے کی جرات نہ ہو سکے۔ امن کی منزل کے حصول کا یہی راستہ ہے جس کی کافی وشافی تصدیق تاریخی عمل سے ہو جاتی ہے۔

چھ ستمبر 1965 کے دن بھارت نے طاقت کے نشے میں چور ہو کر لاہور کے محاذ پر حملہ کیا اور چند گھنٹوں ہی میں لاہور کو فتح کرنے کے ارادے کا اظہار کیا۔ مغرور بھارتی جرنیل کی یہ بات بہت مشہور ہے کہ وہ شام کا جام جم خانہ لاہور میں پیے گا۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس کی یہ بڑ دیوانے کی بڑ ثابت ہوئی۔

سترہ روزہ جنگ میں پاکستانی فوج اور عوام بھارتی یلغار کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے۔ بھارتی افواج اس دیوار سے سر ٹکراتی رہیں لیکن دیوار کو ورنہ کر سکیں۔ اقوامِ متحدہ کی مداخلت سے جنگ بندی عمل میں آئی تو اس وقت بھی کھیم کرن کا بھارتی علاقہ پاکستان کی بہادر افواج کے قبضے میں تھا۔

کافر ہو تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

جنگ ستمبر میں افواج پاکستان کے تمام صیغوں نے بے مثال جرات اور بہادری کا مظاہرہ کیا توپ خانہ ہو یا بکتر بند سپاہ، سگنل بٹالین ہو یا انجینیئر ز کور، پیادہ فوج ہو یا سپلائی کور، ہر کسی نے دفاع وطن کے فرض کو جان سے بڑھ کر عزیز رکھا۔

پاکستان ائیر فورس نے پٹھان کوٹ اور ہلواڑہ کے فضائی مستقر تباہ کر دیے۔

صحرا است کہ دریا ست
تہ بال و پر ماست

خاص طور پر ایئر فورس کے ایک پائلٹ نے ایسا کارنامہ سرانجام دیا جو آنے والی دہائیوں میں ملٹری ہسٹری کے نصاب میں پڑھایا جاتا رہا۔ پاک فوج کے شاہین ایم ایم عالم نے ایک منٹ میں دشمن کے پانچ طیارے گرا کر ایسا ورلڈ ریکارڈ بنایا جو ٹوٹتا ہوا نظر نہیں آتا۔

پلٹنا، جھپٹنا، جھپٹ کر پلٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

اسی طرح پاکستان بحریہ نے "دوارکا" کی بندرگاہ پر دلیرانہ حملہ کیا۔ مزید جگہوں پر بھی دشمن پر تابڑ توڑ حملے کیے اور دشمن کے کئی حملے ناکام بھی بنائے۔ یوں بری بحری اور فضائی افواج نے مل کر دشمن کو ناکوں چنے چبوا دیے۔ پچھلے دنوں پاکستان اور بھارت کے مابین ایک ایسا جنگی معرکہ بپا ہوا جس نے دنیا بھر کے دفاعی ماہرین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ اب تک اس فضائی معرکے پر بڑے بڑے عالمی اخبارات میں

تجزیے چھپ رہے ہیں کہ کس طرح بظاہر فضائی برتری رکھنے والے دشمن کو چند گھنٹوں ہی میں پاکستان کے شاہینوں نے دھول چٹادی۔ نہ صرف وہ دشمن خود بلکہ پوری دنیا ششدر و انگشت بدنداں رہ گئی۔ یہ معرکہ جسے بنیان مرصوص، معرکہ حق کا نام دیا گیا ہے، آنے والے کئی سالوں تک ملٹری اکیڈمیز میں کیس سٹڈی کے طور پر پڑھایا جائے گا اور جب جب اس کا ذکر ہوگا پاکستانی افواج اور پاکستانی قوم کی بہادری، جرات، تکنیکی مہارت، فرض سے لگن اور دفاع وطن کے جذبے کا ذکر بھی ہوتا رہے گا۔

اپنے قیام سے لے کر آج تک پاکستان ایک پرامن، مہمان نواز اور دوستی پسند ملک کے طور پر مسلم شناخت رکھتا ہے۔ پاکستانی قوم اپنی خوش اخلاقی اتفاق واتحاد اور استقلال کے باعث دنیا بھر میں جانی جاتی ہے۔ عالمی سطح پر پاکستان کا نام ایک جدید اسلامی ریاست کے طور پر مسلسل بلند ہو رہا ہے۔ یہ زمین اپنے ثقافتی ورثے، قدرتی حسن اور معدنی وسائل پر نازاں ہے۔

مملکت کی توجہ سائنس، تعلیم اور اقتصادی ترقی پر مرکوز ہے لہذا پاکستان علاقائی امن وہم آہنگی پر مکمل یقین رکھتا ہے۔

افسوس ناک امر ہے کہ پاکستان کو مسلسل بھارتی مخاصمت کا سامنا رہتا ہے۔ بھارت کے ساتھ تناؤ کا بڑا سبب جموں وکشمیر کا متنازعہ علاقہ ہے۔ بھارت نے اس خوبصورت علاقے کو عملاً فوجی چھاؤنی میں تبدیل کر رکھا ہے۔

اب یہ دنیا بھر میں سب سے زیادہ فوج والا علاقہ بن گیا ہے۔ بھارت مسلسل کشمیری عوام کو ان کا حق خودارادیت دینے سے انکار کر رہا ہے حالانکہ

انہیں یہ حق خود اقوام متحدہ نے دے رکھا ہے۔

بھارت کا منفی پراپیگینڈ ا اور الزام تراشی:

پاکستان کے خلاف بھارتی مہم جوئی کوئی نئی بات نہیں۔اس نے تقسیم برصغیر سے ہی اس کا آغاز کر دیا تھا۔بعد کی دہائیوں میں بھارت نے اپنی منفی مہم جوئی میں اضافہ کیا۔بجائے اس کے کہ وہ پاکستان کو آزاد وخود مختار ملک کے طور پر قبول کرتا۔بھارت نے ہمیشہ منفی پراپیگنڈے اور بنیاد دنیا جانتی ہے کہ بھارتی الزامات (جیسے دہشت گردی کی مدد،سرحد پار عسکری پسندی سائبر جنگ یا علیحدگی پسندوں کی معاونت) میں کچھ حقیقت نہیں۔

ایسے ہی ایک جھوٹے الزام کے تحت2019 میں پلوامہ واقعے کے بعد بھارت نے پاکستان کے خلاف فالس فلیگ آپریشن کیا تھا۔

اسی طرح 22اپریل 2025 کو ہونے والے پہلگام حملے کے بعد،جس میں 12افراد ہلاک ہوئے ، بھارت نے بغیر ثبوت، پاکستان پر الزام دھر دیا الزام تراشی کے ذریعے بھارت اپنے ریاستی جبر،اقلیتیوں پر مظالم اور آمرانہ طرزِ حکومت پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔

پاکستان کی جانب سے امن پسندی کے مسلسل پیغام کے باوجود بھارت نے 7 مئی2025 کو پاکستان کے عام شہری علاقوں پر حملے کیے۔اس نے آزادکشمیر میں اس وقت ایک مسجد پر حملہ کیا جب وہاں نماز ادا کی جارہی تھی۔نام نہاد ''آپریشن سندور'' کے تحت بھارت نے باغ،آزادکشمیر میں رہائشی علاقے کو میزائل نے نشانہ بنایا۔بہاولپور میں مسجد سبحان اللہ پر حملہ کیا۔

ان حملوں میں 42 پاکستانی سویلین شہید ہوئے جن میں 17 خواتین ،8 معصوم بچے اور 17 مرد شامل تھے۔65افراد زخمی بھی ہوئے۔بھارتی جارحیت کے نتیجے میں دو مساجد شہید ہوئیں،21 مکانات تباہ ہوئے جبکہ ایک سکول کو جزوی نقصان پہنچا۔

یہ حملہ بین الاقوامی قوانین،جنیوا کنوینشن اور انسانیت کی کھلم کھلا خلاف ورزی تھے۔

بھارتی جارحیت کے جواب میں پاکستان نے آپریشن بنیان مرصوص کا آغاز کیا۔اس کے مقاصد میں سوال آبادی کا تحفظ،پیش آمدہ خطرات کا تدراک،امن وسلامتی کو یقینی بنانا اور بین الاقوامی قانون کی پاسداری شامل تھے۔

اس آپریشن میں پاک آرمی،فضائیہ اور بحریہ نے مربوط عسکری کاروائیاں کیں پالیسی یہ بنائی گئی کہ سوآبادی کو نقصان نہ پہنچے۔اس طرح بھارتی جارحیت کے محض72 گھنٹوں کے اندر پاکستان نے موثر اور بھرپور جواب دے دیا۔

لائن آف کنٹرول پر پاک فوج کے کمانڈوز اور پیادہ سپاہ پانچ راولاکوٹ اور کوٹلی سیکٹرز میں مربوط عسکری کاروائیاں کیں۔ان کے نتیجے میں دشمن کے 37اہداف کو کامیابیوں سے نشانہ بنایا گیا۔ان کے علاوہ 4 بھارتی چوکیاں مکمل طور پر تباہ کردی گئیں۔پاکستان کی بہادر افواج نے 6 سرحدی دیہات کا کامیاب دفاع کیا اور 24 زخمی سویلین افراد کو ریسکیو کیا۔

6اور 7 مئی 2025 پاک فوج کے حملوں پٹھان کوٹ کا بریگیڈ ہیڈ کوارٹر اور ادھم پور کا سپلائی ڈپو تباہ ہوا۔آرمی نے بھارتی دراندازی کی کوشش ناکام بنائی۔ مسلح افواج نے مربوط ایئرڈیفنس کارروائیوں میں 50 بھارتی جنگی طیارے مارگرائے جس میں جدید ترین رافیل اور ایس یو 30 طیارے شامل ہیں۔

ان جنگی کارروائیوں میں سول آبادی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا جس کی مقامی آبادی نے خاص طور پر توصیف کی۔

7 سے 10 مئی 2025 کے دوران میں پاک فضائیہ نے دشمن کے تین لانچنگ پیڈ تباہ کیے جہاں سے ڈرون اُڑ کر پاکستان پر حملہ آور ہوتے تھے۔ تین بغیر پائلٹ اڑنے والے تیارے گرائے دشمن کے راڈار اور سگنل سٹیشن کو بھاری نقصان پہنچایا اس کے علاوہ آزاد کشمیر کے مختلف علاقوں میں طبی امداد کے پیکٹ گرائے۔

9اور 10 مئی کو پاک فضائیہ نے دشمن کے 25 ڈرون تباہ کیے جن میں اسرائیلی ساختہ ''خودکش ڈرون'' بھی شامل تھے۔ مایہ ناز جنگی جہاز جے ایف 17 تھنڈر نے ہائپر سونک میزائل کمال درجے کی درستی کے ساتھ فائر کیے اور ادھم پور میں دشمن کا ایس 400 سسٹم تباہ کر دیا۔ اسی طرح پٹھان کوٹ، جموں، سری نگر اور بھوج کے فضائی منظر بھی پاک فضائیہ کا نشانہ بنے شاہینوں نے بھارتی براہموس میزائل کے دو ڈپو اڑا دیے اس عرصے میں دشمن کے ایندھن مراکز، سپلائی ڈپو اور سگنل مراکز پر مشتمل 26 اہداف کو نشانہ بنایا پاک فضائیہ کے سائبر وارفیئر ڈویژن نے

بھارتی مواصلات کو70 فیصد تک ناکارہ کردیا۔ پاک فضائیہ کی ان تمام کاروائیوں میں سویلین آبادی کو کس طرح نقصان نہیں پہنچا۔

پاکستان کی بحری فوج نے سمندری حدود کے موثر دفاع کی سٹریٹیجی اپنائی۔ کراچی تا گوادر اور بحری پٹرولنگ میں اضافہ کیا۔ سویمانی او رجیونی کے راڈار سٹیشن مضبوط تر کیے گئے۔ دشمن کی دو جارحانہ جنگی کشتیوں کا راستہ روکا۔ بھارتی جنگی جہازوں کی نقل وحرکت پر کڑی نگاہ رکھتی۔ پاک بحریہ کی بھرپور تیاری اور چوکس ہونے کی حالت کے باعث دشمن کو کسی بحری جارحیت کی جرأت نہ ہوئی۔

پاکستان امن پسند ملک ہے تاہم یہ کسی صورت بھی جارحیت برداشت نہیں کرے گا۔ حالیہ کشیدگی کے دوران بھی پاکستان نے دنیا کو اپنے ردعمل کے بارے پیشگی آگاہ کردیا تھا۔

12 مئی 2025 کو آئی ایس پی آر نے آپریشن بنیان مرصوص کی کامیاب تکمیل کا اعلان کیا۔ اسے قانونی، محدود اور محض اہداف پر مرکوز دفاعی رد عمل قرار دیا۔ یہ بتایا گیا کہ مضبوط انٹیلی جنس کی بنیاد پر صرف عسکری اہداف کا نشانہ بنایا گیا اور عام شہری کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

’’ہم امن پسند ہیں لیکن اپنے عوام۔ اپنی سرزمین اور اپنے ایمان پر کوئی جارحیت برداشت نہیں کریں گے۔

شہدا اور غازیوں کو خراج تحسین

امن ہمارا راستہ ہے، طاقت ہماری ڈھال ہے

طلبہ کے لئے پیغام:

لگن سے علم حاصل کریں سوال کریں سچائی سے وطن کا دفاع کریں۔ دانش مندی اور عزم سے قوم کی خدمت کریں۔

معرکہ حق کی کامیابی نے پاکستان کو ایک نئے وقار سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ امریکی صدر کی طرف سے آرمی چیف کو وائٹ ہاؤس میں دعوت، چین، ترکی اور روس کے ساتھ بہتر تعلقات اور شنگھائی تعاون تنظیم کے حالیہ اجلاس میں شمولیت نے ثابت کردیا کہ پاکستان اب خطے ہی نہیں بلکہ عالمی سیاست میں ایک اہم قوت بن چکا ہے۔ معرکہ حق میں بری، بحری اور فضائی افواج نے بھارت کو دندان شکن جواب دے کر پاکستان کی عسکری پیشہ ورانہ صلاحیت منوائی ہے۔ عوام کے اتحاد اور فوج کی بہادری نے ایک نیا اعتماد پیدا کیا ہے۔ جس نے معیشت، سیاست اور معاشرت کے لیے بھی نئی راہیں کھول دی ہیں۔ بھارت اپنی سازشوں اور ناکامیوں کے باعث دنیا بھر میں بدنام ہو رہا ہے۔ اسے سفارتی محاذوں پر بھی مشکلات کا سامنا ہے۔ حتیٰ کہ کئی ممالک نے اب بھارت کو خام تیل دینے سے انکار کردیا ہے۔ بھارت امریکہ تعلقات تاریخ کی کم ترین سطح پر آ گئے ہیں۔

دوسری طرف پاکستان امت مسلمہ کے لیے امید اور رہنمائی کا چراغ بن کر ابھر رہا ہے۔ دنیا بھر کی نظروں میں پاکستان کو خطے کا نہایت اہم ملک سمجھا جانے لگا ہے۔

اس وقت پاک چین تعلقات تاریخ کی بلند ترین سطح پر ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاک چین دوستی آزمودہ، مضبوط اور پختہ ہے تاہم گزشتہ مہینوں اور سالوں میں ان تعلقات میں بے پناہ وسعت آئی ہے۔ اقتصادی تعاون کے ساتھ دفاعی تعلقات نے بھی گویا ایک نئی کروٹ لی ہے۔

ایسا نہیں کہ صرف ہوا معرکۂ حق
دنیا میں اک مثال بنا معرکۂ حق

عالم میں پاک فوج کا چرچا بہت ہوا
ہم نے کچھ ایسے ڈھب سے لڑا معرکۂ حق

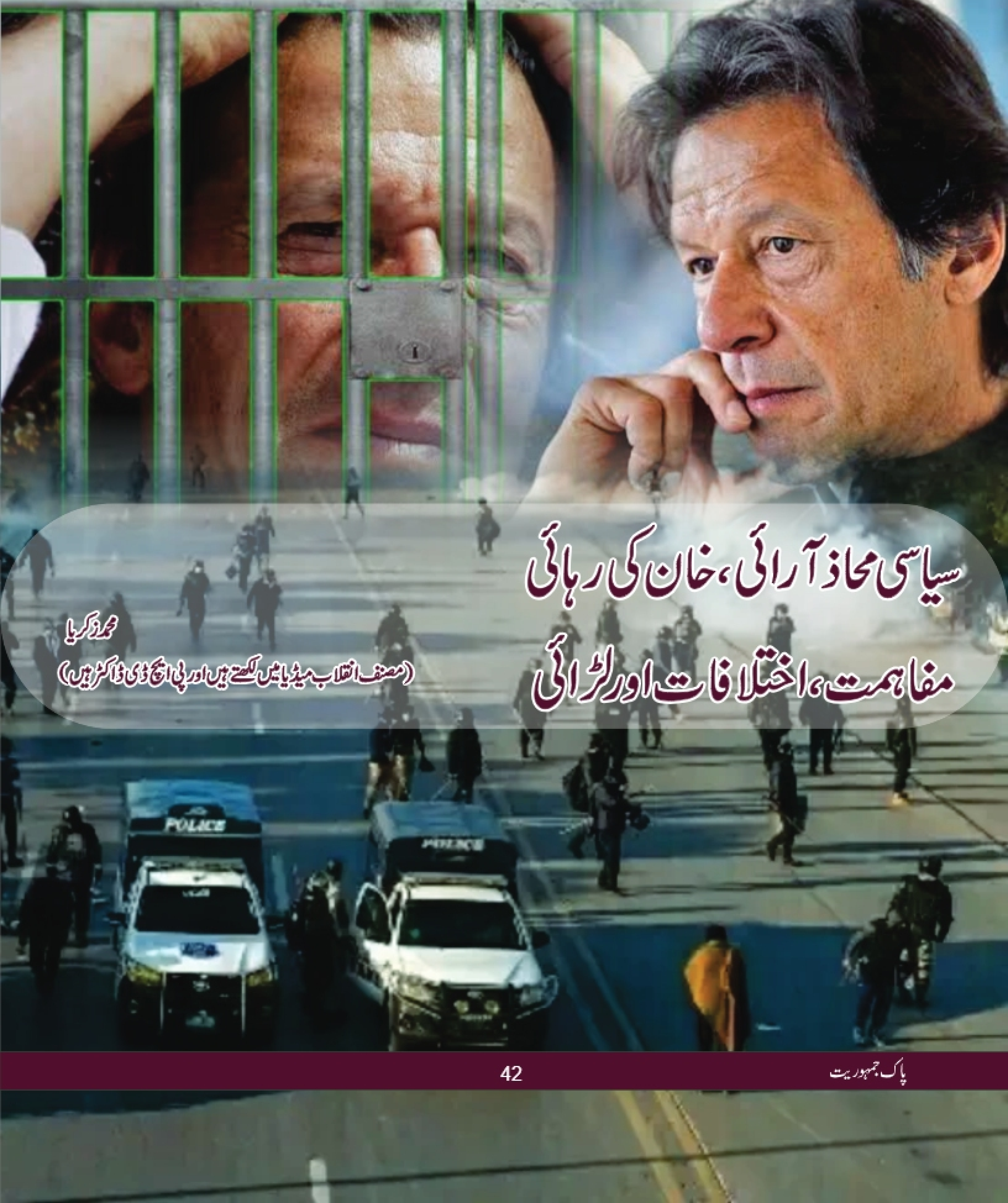

سیاسی محاذ آرائی، خان کی رہائی مفاہمت، اختلافات اور لڑائی

محمد زکریا
(مصنف انقلاب میڈیا میں لکھتے ہیں اور پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں)

عمران خان کے حامی اور مخالف دونوں شدت پسند نظر آتے ہیں۔ کچھ افراد عمران خان کو ملک کیلئے ناگزیر جبکہ کچھ ملک کیلئے سکیورٹی رسک قرار دیتے ہیں، ہر ایک کے پاس اپنے اپنے دلائل ہیں اور بہر حال ہر فرد کو اپنی رائے قائم کرنے کا پورا حق ہے۔ عمران خان کے خلاف تحریک عدم اعتماد اگرچہ مکمل طور پر جمہوری اصولوں کے عین مطابق تھی مگر عدم اعتماد کی کامیابی سے لیکر آج تک جمہوریت مسلسل کمزور تر ہوتی جا رہی ہے۔ ملک میں سیاسی استحکام کی اُمید ختم ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔ جب سے عمران خان اقتدار سے الگ ہوئے ہیں، انہوں نے عوام کی حمایت حاصل کرنے کیلئے کبھی امریکہ، کبھی اسٹیبلشمنٹ پر الزامات عائد کئے ہیں۔ احتجاجی سیاست چونکہ اُن کی پہچان ہے جو آج بھی جاری ہے۔ بانی تحریک انصاف کی گرفتاری کارکنان کیلئے ناقابل قبول عمل تھا، تحریک انصاف گرفتاری کو ریڈ لائن تصور کرتی تھی۔

عمران خان سے سیاسی وابستگی کی بجائے کارکنان ان کے ساتھ عقیدت کا تعلق جوڑ چکے ہیں، پی ٹی آئی کے کارکنان کو عمران خان کے نظریہ سے زیادہ، ان کی شخصیت پسند ہے، کارکنان اس عقیدت کو عشق سے جوڑتے ہیں۔ عشق اور سیاست بظاہر ایک دوسرے کے متضاد ہیں عشق کا لگاؤ دل سے جبکہ سیاست کا لگاؤ عقل سے ہے۔ عشق میں محبوب کے تمام ترعیوب پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے، محبوب کی ہر بات کو حکمت، ہر جذباتی بیان کو دانائی و فلسفہ جبکہ ہر انتہائی قدم کو بہادری سے جوڑا جاتا ہے۔ مگر سیاست کا میدان جذبات کی بجائے حقیقت پسندی، انتہائی اقدام کی بجائے مخالفین کیلئے بات چیت کے دروازے کھلے رکھنے کا نام ہے۔

پاکستان تحریک انصاف کی دستیاب قیادت بالخصوص جبکہ کارکنان بالعموم جھوٹے خوابوں اور سبز باغوں میں فراغت کے اوقات صرف کرنے کو اپنا پسندیدہ مشغلہ گردانتے ہیں۔ پہلا خواب یہ تھا کہ عمران خان کی مقبولیت اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ ان کی گرفتاری ناممکن ہے، کارکنان کے ہوتے ہوئے عمران خان کی گرفتاری تو دور، ان کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ گرفتاری عمل میں لائی گئی اور تمام تر دعوؤں کو جھوٹ ثابت کر دیا گیا۔ دوسرا خواب یہ تھا اسٹیبلشمنٹ میں پھوٹ پڑے گی، عمران خان کے حامی جرنیل بغاوت کر دیں گے اور عمران خان اقتدار سے فیض یاب ہو جائیں گے، مگر عین وقت پر فیض نے دستیابی سے معذرت کر لی اور اس طرح فیض یابی ممکن نہ ہو سکی۔ ایک سبز باغ دکھایا گیا کہ جو بائیڈن سرکار چونکہ عمران خان سے نالاں تھی، جیسے ہی ٹرمپ آئے گا وہ سب سے پہلے پاکستان کے مقتدرہ حلقوں کو ایک کال کریں گے اور اگلے دن عمران خان کی رہائی ہو جائے گی۔ ٹرمپ سرکار قائم تو ہوئی، بجائے کہ وہ عمران کی رہائی کیلئے کچھ عملی اقدام اٹھاتے، انہوں نے عمران خان کے سب سے بڑے حریف کو متاثر کن قرار دیا، وائٹ ہاؤس کھانے کی دعوت دی، ان کی شخصیت کو شاندار قرار دیتے ہوئے ان کے مشورہ کو قیمتی قرار دیا۔ سبز باغ میں رہنے والوں کا ٹرمپ کارڈ بھی بری طرح ناکام ہو گیا۔ پھر یہ بات عوام میں دہرائی گئی کہ بشریٰ بی بی جب احتجاج کیلئے نکلیں گی تو پورا پاکستان نکلے گا، شہر اقتدار اور ہمسائے شہر کے کرتا دھرتوں کے پاس رہائی کے علاوہ کوئی آپشن نہیں رہے گا، بشریٰ بی بی کنٹینر پر نظر آئی، کے پی کے (KPK) سے عوام نے بھی احتجاج میں بھرپور شرکت کی مگر عین وقت پر عوام کو بے سہارا چھوڑنے والی روایت کے عین مطابق کچھ نام نہاد "انقلابیوں" نے راہ فرار اختیار کیا۔ عاشقان ڈنڈے کھا کر بندوق دیکھ کر گھروں کو واپس چلے گئے اور فی الحال دوبارہ ڈنڈے کھانے کے موڈ میں نظر نہیں آتے۔ اب ایک اور خواب سجایا گیا کہ جب بشریٰ بی بی اور بانی پی ٹی آئی کی بہنیں میدان میں آئیں گی تو صورتحال یکسر تبدیل جائے گی مگر یہ بھی تا حال ہوتا دکھائی نہیں دے رہا۔ اب نئی امید قاسم خان اور سلیمان خان سے باندھ لی گئی ہے، پہلی تو بات یہ ہے کہ وہ کسی احتجاج کی قیادت کرنے نہیں آ رہے بلکہ اگر وہ آئے بھی تو اپنے محترم والد صاحب سے ملاقات کرنے آئیں گے جو کہ ان کا بنیادی انسانی حق ہے، فرض کریں وہ احتجاج کی قیادت کریں بھی تو اس ماحول میں کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔ جذباتی کارکنان اس بات پر مصر نظر آتے ہیں کہ سوشل میڈیا کی طاقت کے سامنے کوئی بھی نہیں ٹھہر سکتا، جو کہ ایک خام خیالی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ اس امر میں بھی کوئی شک نہیں کہ سوشل میڈیا عمران خان کو نہ قید کروا سکتا تھا، نہ چھڑوا سکتا ہے۔ جو باغی یوٹیوبر تھے انھوں نے یا تو توبہ کر لی یا پردیس جا کر انقلاب کے خواب بیچنے شروع کر دیئے۔ بیرونِ مُلک پاکستانیوں کو عمران خان اپنا اثاثہ سمجھتے تھے۔ ان سے اپیل کی گئی کہ زرمبادلہ پاکستان نہ بھیجا جائے، عالمی میڈیا کیلئے آرٹیکل شائع کروائے گئے، آرمی چیف کو خط لکھے گئے، مذاکرات کا آغاز ہوا، مولانا فضل الرحمٰن سے امیدیں باندھی گئیں، سب کارڈز (CARDS) ناکام ہوتے چلے گئے۔ اب تیرے پیار میں رُسوا ہو کر جائیں کہاں دیوانے لوگ' والی کیفیت تھی تو ایک اور خواب دیکھا گیا ہے، ایک ڈراؤنا خواب وہ یہ کہ نواز شریف اڈیالہ جیل میں اُن سے ملاقات کریں گے۔ جس شخص کو نااہل کروا کر، جس کے خلاف دھرنے

دے کر، جس کو 'چور چور' کہہ کر عمران خان وزیراعظم بنے، وہ اڈیالہ جیل کے اپنے سیل میں نواز شریف سے ملیں گے؟

آیئے عوامی سطح پر پائی جانے والی مختلف آراء پر غور کرتے ہیں۔ فی الوقت جس انداز میں پارٹی کے اُمور چلائے جارہے ہیں، شاید وہ ایسے نہیں جیسا کہ عمران خان چاہتے ہیں۔ پارٹی اپنی مقبولیت کھو رہی ہے مگر آئندہ کچھ ماہ میں پارٹی اپنی کھوئی ہوئی مقبولیت دوبارہ حاصل کرلے گی۔ یہ کارکنوں کے لیے مایوسی کا دور ہے مگر اس کے باوجود عمران خان اب بھی مقبول تو ہیں۔ عوامی سطح پر ایک رائے یہ بھی ہے کہ پارٹی کی موجودہ سیاسی قیادت، اُتنی سیاسی نہیں جتنا اسے ہونا چاہیے۔ ابتدا میں انھیں امید تھی کہ ان کے لیڈر جلد ہی جیل سے باہر آجائیں گے مگر اُن کے مطابق اب عمران خان کی جتنی طویل اسیری ہوتی جارہی ہے، وہ لوگوں کو خدشات اور مایوسی کا شکار کر رہی ہے۔

لیڈرشپ کا شدید فقدان ہے، کچھ پرانے رہنما سیاست سے کنارہ کشی کر چکے ہیں جبکہ نئے ساتھیوں نے بھی احتجاجی سیاست سے منہ موڑ لیا ہے۔ مگر اس سب کے باوجود پی ٹی آئی قیادت یہ سمجھتی ہے کہ اُن کے حلقوں میں آج بھی جیت کا نشان عمران خان اور اُن کی پارٹی کا ٹکٹ ہی ہے۔ کارکنان عمران خان کی رہائی کے لیے بے چین ہیں۔ مستقبل قریب میں تو بانی پی ٹی آئی رہا ہوتے نہیں دکھائی دے رہے، ان حالات میں مایوسی ضرور ہے مگر کارکنان کی حد تک زور وفاداری میں تبدیلی کا کوئی امکان نہیں۔ پاکستان تحریک انصاف کی قیادت کی جانب سے یہ بھی دعویٰ کیا جارہا ہے کہ اگرچہ تحریک انصاف پر چھائے مشکل حالات کے باعث بہت سے لوگوں نے اپنی راہیں جدا کیں مگر ان مشکل حالات کے

باوجود حلقوں میں انتخابی سیاست کرنے والے بعض اہم رہنما اُن کی پارٹی میں شامل ہونے کا سوچ رہے ہیں اور مرکزی قیادت سے رابطے میں ہیں۔

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ عمران خان کے جیل میں ہونے کے باوجود گذشتہ عام انتخابات میں اُن کی جماعت نے کئی حلقوں پر بڑے سیٹ اپ کیے تھے۔ پنجاب کی سطح پر بعض حلقوں میں یہ دیکھا گیا تھا کہ دوسری سیاسی جماعتوں کے الیکٹیبلز (Electables)، اپنے حلقوں میں پی ٹی آئی کے اُمیدواروں سے شکست کھا بیٹھے تھے یا انھیں انتہائی سخت مقابلے کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس وقت سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ کیا اب بھی عوامی سطح پر پاکستان تحریک انصاف کی مقبولیت برقرار ہے؟ غور طلب بات یہ ہے کہ پنجاب اور وفاق میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت موجود ہے جو اپنے تئیں تاریخی کارکردگی بھی دکھا رہے ہیں، پنجاب میں عوامی سطح پر یہ سوچ بھی عام ہے کہ صوبے میں حکومت ہونے کی وجہ سے ن لیگ کے ووٹرز کی شنوائی زیادہ ہوتی ہے۔ مگر اس سب کے باوجود عمران خان کی مقبولیت میں اضافہ دیکھنے کو مل رہا ہے جس کی سب سے بڑی وجہ بہادرانہ انداز میں اسیری کاٹنا ہے۔ پی ٹی آئی کا ووٹ بینک پہلے بھی تھا اور آج بھی ہے۔ اُن کے نزدیک مشکل حالات کے باوجود ابھی تحریک انصاف کا زور ٹوٹا نہیں ہے۔

عمران خان کے جیل میں ہونے کی باوجود اُن کی یا تحریک انصاف کی عوامی مقبولیت پر کوئی اثر نہیں پڑا ہے۔ مگر تحریک انصاف کی دستیاب قیادت کی اپنی اپنی مجبوریاں ہیں، جن کا وہ شکار ہیں۔ سیاسی تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ نو مئی کے واقعات اور اس کے ردعمل میں تحریک انصاف کے زیر عتاب آنے کے باوجود عمران خان اور اُن کی جماعت آج بھی ایک بڑی سیاسی قوت ہیں۔ جس سے نا صرف دیگر سیاسی پارٹیاں مکمل طور پر آگاہ ہیں بلکہ اسٹیبلشمنٹ یہ سمجھتی ہے کہ عمران خان نا صرف نیشنل سکیورٹی رسک ہیں بلکہ ملک کی خارجہ اور معاشی پالیسی کے لیے بھی خطرہ ہیں۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ اسٹیبلشمنٹ عمران خان کو مضبوط سیاسی قوت بھی سمجھتی ہے۔

پاکستان تحریک انصاف کی طرف سے اڈیالہ جیل میں قید سابق وزیر اعظم عمران خان کی رہائی کے لیے ایک بار پھر ایک بڑی مزاحمتی تحریک چلانے کا اعلان کیا گیا ہے جس کی منظوری خود عمران خان نے دی ہے۔ سابق وزیر اعظم عمران خان کی رہائی کے معاملے پر ان کی جماعت پاکستان تحریک انصاف ایک بار پھر الجھن کا شکار نظر آتی ہے۔

عمران خان کے ایکس اکاؤنٹ پر ایک طویل پیغام میں یہ اعلان کیا گیا کہ پانچ اگست سے پی ٹی آئی ملک گیر احتجاج کا آغاز کرے گی۔ عمران خان کے پیغام میں لکھا گیا کہ 'پانچ اگست کو میری ناحق قید کو پورے دو برس مکمل ہو جائیں گے۔ اسی روز ہماری ملک گیر احتجاجی تحریک کا نقطہ عروج ہوگا۔' اب کسی سے کسی بھی قسم کے مذاکرات نہیں ہوں گے۔ صرف اور صرف سڑکوں پر احتجاج ہوگا تاکہ قوم زبردستی کے مسلط کردہ کٹھ پتلی حکمرانوں سے نجات حاصل کرے۔ سماجی رابطے کی ویب سائٹ ایکس پر یہ اعلان آٹھ جولائی کو کیا گیا تاہم اس کے صرف چار روز بعد یعنی 12 جولائی کو اچانک ہی پی ٹی آئی رہنما اور وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا علی امین گنڈاپور نے یہ اعلان کر دیا کہ '90 دن کے اندر یا تو ہم عمران خان کو رہا کروائیں گے یا سیاست چھوڑ دیں گے۔ اس اعلان کے بعد عمران خان کی رہائی کے لیے یہ تحریک نہ صرف متنازع بنتی نظر آ رہی

ہے بلکہ اس سے پارٹی کے اندر موجود اختلافات کا بھی اشارہ ملتا ہے۔

عمران خان کی سابقہ اہلیہ جمائمہ خان نے کہا ہے کہ 'میرے بچوں کو ان کے والد عمران خان سے فون پر بات نہیں کرنے دی جا رہی ہے۔' انھوں نے عمران خان سے متعلق ایکس پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ 'انھیں تقریباً دو برس سے قید تنہائی میں رکھا ہوا ہے۔ جمائمہ خان نے کہا کہ حکومت پاکستان نے اب یہ کہا ہے کہ اگر عمران خان کے بیٹے انھیں ملنے آئیں گے تو پھر انھیں گرفتار کر کے سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ 'ایک جمہوری ریاست میں ایسا نہیں ہوتا۔ یہ سیاست نہیں ہے۔ یہ ذاتی دشمنی ہے۔

جہاں تک عمران خان کو جیل میں فراہم کردہ سہولیات کی بات ہے اس پر بھی متضاد دعوے سامنے آئے ہیں۔ حکومت کو فراہم کردہ سہولیات پر نظر ثانی کرنا ہوگی، عمران خان اس وطن عزیز کے سابق وزیر اعظم ہیں، اور انہیں قانون کے مطابق A کلاس کی تمام سہولیات فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ سابق وزیر اعظم شہید ذوالفقار علی بھٹو کو بھی کتابوں کی سہولت مہیا کی گئی تھی بلکہ وہ تو جیل کے اندر سے کتابیں لکھتے بھی تھے لیکن عمران خان تو اندر سے کوئی بھی چیز لکھ کر باہر نہیں دے سکتے بلکہ وہ تو اپنا پیغام بھی وکلا کے ذریعے بھجواتے ہیں۔ ان کتابوں میں 13 ویں صدی کے صوفی شاعر مولانا جلال الدین رومی، جنوبی افریقہ کے پہلے سیاہ فام صدر اور ملک میں نسلی امتیاز کے خلاف جدوجہد کی علامت سمجھے جانے والے رہنما نیلسن منڈیلا اور شاعر مشرق علامہ اقبال کی زندگی پر بھی کتابیں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ایک کتاب جس کا عنوان ریاستیں کیوں ناکام ہوتی ہیں، ابن خلدون کی شہرہ آفاق کتاب مقدمہ، ایناتول لیون کی پاکستان اے ہارڈ کنٹری، دی برٹش ان انڈیا، پیغمبر اسلام کی زندگی کے بارے میں کتاب دی سیلڈ نیکٹر سمیت کئی اور کتابیں بھی موجود ہیں۔

پاکستان کے سابق وزیر اعظم نواز شریف دو مرتبہ اڈیالہ جیل میں قید کیے گئے۔ پہلی مرتبہ 1999 میں ملک میں فوجی بغاوت کے بعد جب انھیں طیارہ سازش کیس میں سزا سنائی گئی تو اس کے بعد وہ کچھ عرصہ یہاں قید رہے اور اس کے علاوہ انھیں اٹک قلعے میں بھی قید رکھا گیا تھا۔ دوسری مرتبہ اڈیالہ جیل نواز شریف کا مسکن پانامہ کیس میں انھیں دی جانے والی سزا کے بعد بنی۔ اس فیصلے کے بعد نواز شریف اڈیالہ جیل کے علاوہ لاہور کی کوٹ لکھپت جیل میں بھی قید رہے تھے۔ صدر آصف علی زرداری بھی اپنی زندگی کا کچھ وقت اڈیالہ جیل میں گزار چکے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے سینیئر رہنما اور سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے بھی ستمبر 2004 سے 2006 تک ڈیڑھ برس سے زیادہ عرصہ اڈیالہ جیل میں گزارا اور انھوں نے اپنے اس قیام کے دوران ایک کتاب بھی لکھی۔ وزیر اعظم شہباز شریف بھی مشرف دور میں اڈیالہ جیل میں قید رہ چکے ہیں جبکہ سابق وزیر اعظم شاہد خاقان عباسی بھی کچھ وقت یہاں گزار چکے ہیں۔ اس کے علاوہ موجودہ سعد رفیق بھی مشرف دور میں کچھ وقت کے لیے اڈیالہ جیل میں قید رکھے گئے جبکہ نواز شریف کی جلاوطنی کے دوران جاوید ہاشمی بھی چند ماہ تک اڈیالہ جیل کے قیدی تھے۔ زیادہ تر پاکستانی سیاستدانوں کو کسی نہ کسی دور میں جیل میں وقت گزارنا پڑا ہے۔ لیکن اس چیز کا عمران خان سے زیادہ لطف کسی اور نے نہیں اُٹھایا۔

عمران خان کو 150 سے زیادہ فوجداری اور دیوانی الزامات کا سامنا ہے، جن کی صحت سے وہ انکار کرتے ہیں۔ انتخابات سے ایک

ہفتہ قبل انھیں تین مقدمات میں سزا سنائی گئی تھی، اِن تین میں سے ایک کیس میں اُن پر جلد بازی میں شادی کرنے کا الزام تھا۔ ان کی پارٹی کو انتخابی نشان اور ایک متحدہ پلیٹ فارم سے محروم کر دیا گیا، جس کے بعد پی ٹی آئی کے اُمیدوار آزاد حیثیت میں سامنے آئے اور الیکشن لڑنے پر مجبور ہوئے۔ وہ اسٹیبلشمنٹ کے لیے قابل قبول بننے کے لیے اپنے ایک حلیم ورژن میں تبدیل نہیں ہونا چاہیں گے۔ پرانے سیاستدانوں کے خلاف ان کے غصے نے انھیں پاکستان کا مقبول ترین لیڈر بنا دیا ہے۔ اور وہ اپنے اس تشخص کو محض اس لیے دھندلا نہیں ہونے دیں گے۔

اگر حالیہ تمام تر سیاسی صورتحال کا جائزہ لیا جائے تو تصادم کی سیاست کسی صورت پاکستان کیلئے سود مند نہیں ہے۔ سیاسی تقسیم سے حکومت کئی محاذوں پر مشکلات کا شکار ہے۔ سیاسی محاذ آرائی کا خاتمہ وقت کی ضرورت ہے، تاکہ ریاست پوری قوت کے ساتھ فتنۃ الہندوستان پراکسیز اور مودی کے جنگی جنون کا مؤثر، بروقت اور دوٹوک جواب دے سکے۔ خیال رہے کہ پاکستان تحریک انصاف نے اگست میں احتجاجی مظاہروں کی کال دے رکھی ہے۔ علیمہ خان کے مطابق عمران خان نے حکم دیا ہے کہ 5 اگست کے بعد 14 اگست کو بھی احتجاج کیا جائے گا۔ دونوں جانب سے سیاسی افہام و تفہیم اور مفاہمت نہایت ضروری ہے۔ عمران خان کو سیاسی جماعتوں سے ہی مذاکرات کرنے ہوں گے، حکومت کو بھی اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرنا ہوگی، جمہوری قوتوں کے باہمی اختلافات جب انا بن جائیں تو غیر جمہوری قوتوں کا اثر ورسوخ بڑھتا ہے، اس ملک کے عوام کو سنگین مسائل کی دلدل سے نکالنا ہے، بچوں کو غذائی تحفظ فراہم کرنا ہے، صحت عامہ کی سہولیات عام کرنا ہیں، تعلیم سب کیلئے کو بھی حقیقت کا روپ دینا ہے، عوام کے مسائل جوں کے توں ہیں، پاکستان کو خارجہ محاذ پر مزید متحرک کردار ادا کرنا ہے، یہ تبھی ممکن ہوگا جب سیاستدان آپس کے اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تمام مسائل کو بات چیت کے ذریعے حل کریں۔ ملک میں جمہوریت عام ہوگی تو بتدریج سماج جمہوری سوچ کو قبول کرے گا، دنیا میں رائج تمام طرز حکمرانی میں جمہوریت ہی کامیاب ترین ماڈل ہے۔ عمران خان کی رہائی، ایک نئے میثاق جمہوریت سے ممکن ہے، انتقامی سوچ کو دفن کرنا ہوگا، آگے بڑھنے کیلئے سنجیدہ قیادت کو متحرک کردار ادا کرنا ہوگا، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی بجائے عوام کا معیار زندگی بلند کرنا ہوگا۔

شمال مغربی پاکستان اور خطرناک مون سون بارشیں

ناصر نقوی
(مصنف سینئر جرنلسٹ اور کالم نویس ہیں)

پاکستان میں بفضل خدا تمام موسم موجود ہیں اور قدرت کے اس تحفے پر ہم نازاں بھی ہیں، سردی گرمی بھی خوب ہوتی ہے اور شمالی علاقہ جات میں برف باری میں قدرتی مناظر ناقابل فراموش بھی ہوتے ہیں، یہ ایسا خطہ ارض ہے جہاں تمام تر موسمی پھل، سبزیاں اور خشک میوہ جات وافر مقدار میں بآسانی مل جاتے ہیں لیکن چند سالوں سے دنیا کی موسمی تبدیلیوں نے سب سے زیادہ پاکستان کو متاثر کیا جس کی وجہ سے ''مون سون'' کی بارشیں رحمت باراں سے زحمت باراں ہوگئیں۔ سخت گرمی اور حبس کے بعد ماضی میں مون سون بارشیں گرمی کے حوالے سے نجات دہندہ ثابت ہوا کرتی تھیں اس کی آمد سے گرمی سے پریشان حال نہ صرف انسانی چہرے کھل اٹھتے تھے بلکہ درخت اور کھیت کھلیانوں کی شکل ہی بدل جاتی تھی۔ ہر جانب سرسبز و شاداب ماحول آنکھوں کے لیے نہ صرف بھلا محسوس ہوتا تھا بلکہ یہ منظر ہر کسی کی خوشی کا باعث بنتا تھا لیکن موسمی تبدیلی نے حضرت انسان کی یہ خوشی بھی چھین لی یہ الگ بات ہے کہ اس تبدیلی میں اس کی اپنی اجتماعی غلطیوں اور کوتاہیوں کا بھی بڑا عمل دخل ہے۔ حکومت اور قومی اداروں نے قبل از وقت پورے ملک میں الرٹ جاری کر دیا تھا کہ موسمی تبدیلی کے باعث نہ صرف بارشیں معمول سے زیادہ ہوں گی بلکہ انسانی زندگیوں کے لیے خطرات بڑھ جائیں گے۔ حکومتی سطح پر انتظامات بھی کیے گئے لیکن عوامی سطح پر وہ ردعمل نہیں مل سکا جس کی توقع کی جا رہی تھی لہذا وہی ہوا جس کا ڈر تھا معمول سے زیادہ بارشوں نے مون سون کو ایک خطرناک خواب بنا دیا اور اس کی تعبیر سے شمال مغربی پاکستان خیبر پختونخوا، گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر میں قیامت ٹوٹ پڑی، شدید بارشوں نے پورا نظام تہس نہس کر دیا جگہ جگہ لینڈ

سلائیڈنگ، سیلاب اور برفانی جھیلوں کے پھٹنے کے واقعات رونما ہوئے، جس میں قیمتی جانوں کے ساتھ ساتھ مال مویشیوں کا بھی بھاری نقصان ہوا۔ سرکاری وقومی اداروں کی رپورٹ اور سروے کے مطابق مون سون کی شدت میں اضافے کی بڑی وجہ موسمی تبدیلی ہی ہے درجہ حرارت بڑھنے سے گلیشیر تیزی سے پگھلے، جس سے سیلاب کا خطرہ بڑھا، ذمہ دار اداروں کی رپورٹ کے مطابق جو بارشیں صدیوں میں کبھی کبھار آتی تھیں وہ موسمی تبدیلی کے باعث اب ہر دہائی میں آنے لگی ہیں، اگر مثبت رویہ اور انتظامات نہ کیے گئے تو یہ بار بار بھی آسکتی ہیں اسی لیے پاکستان ان ممالک میں شامل ہے جو موسمی تبدیلی کا سب سے زیادہ شکار ہیں، اس صورتحال سے نبرد آزما ہونے کے لیے پاکستان میں دو بڑے ادارے (NDMA) این۔ ڈی۔ ایم۔ اے اور پی۔ ڈی۔ ایم۔ اے (PDMA) موجود ہیں۔ یہ ادارے قبل از وقت حکومت اور عوام کی حالات سے آگاہی کے لیے الرٹ جاری کر کے بنیادی انتظامات کرتے ہیں اور ریسکیو ٹیمیں بھی متحرک کی جاتی ہیں۔ تاکہ کسی بھی مشکل وقت میں امدادی کاروائی کی جا سکے لیکن 2022 کے سیلاب اور نقصانات کے بعد حکومتی سطح پر مختلف اقدامات اٹھائے گئے اس سلسلے میں بلین ٹری سونامی مہم، موسمی تبدیلی کو مدنظر رکھتے ہوئے خصوصی منصوبہ بندی بھی کی گئی اور حکومت پاکستان نے مختلف کانفرنسز اور پروگراموں میں مثبت انداز میں اس بات کی نشاندہی کی کہ پاکستان کو غیر معمولی حالات کا سامنا ہے اس لیے اس کی عالمی برادری مدد کرے جس کے نتیجے میں ریڈ کریسنٹ، اقوام متحدہ اور دیگر اداروں نے پاکستان کے متاثرہ علاقوں میں امدادی کاروائیاں بھی کیں اور حکومتی سطح پر بھی مثبت کردار ادا کیا گیا لیکن حقیقت یہی ہے کہ 2022 پاکستان کے لیے خطرناک ثابت ہوا اور اس سال مون سون کی غیر معمولی بارشوں سے ایک سروے کے مطابق 33۔ ملین افراد متاثر ہوئے جبکہ 17 سو سے زائد افراد زندگی ہار گئے۔ یہی نہیں دو۔ ملین سے زائد مکانات تباہ اور عمارات متاثر ہوئیں، عالمی ادارے اقوام متحدہ نے اسے آفت قرار دیتے ہوئے ماحولیاتی تباہی قرار دیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق 2022 کے نقصانات کا اندازہ 40۔ ارب ڈالر سے زائد لگایا گیا تھا اس سلسلے میں حکومت نے ترجیحی بنیادوں پر حکمت عملی بنائی جس سے 2023 میں مون سون بارشوں کے دوران اموات کی تعداد میں کمی آئی پھر بھی خیبر پختونخوا اور جنوبی پنجاب میں بارشوں نے خاصا نقصان پہنچایا، پھر 2024 میں 368 اموات ہوئیں، ہزاروں متاثرین اور انفراسٹرکچر کی تباہی نظر آئی لیکن گزشتہ سال سندھ اور بلوچستان میں سب سے زیادہ نقصان ریکارڈ پر ہے۔

ماضی کے دو سالوں کے مقابلے میں 2025 کی مون سون بارشیں زیادہ خطرناک ثابت ہوئی ہیں سینکڑوں گھر، سڑکیں، پل اور دیگر بنیادی ڈھانچے تباہ ہوئے۔ صرف جولائی میں 299 افراد ہلاک ہوئے اور 700 سے زائد افراد زخمی, ایک سرکاری رپورٹ کے مطابق زیادہ اموات پنجاب میں واقع ہوئی، 162 خیبر پختونخوا میں، 69 سندھ میں، 25 بلوچستان میں 20 گلگت بلتستان میں 10 جبکہ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں بھی آٹھ افراد حادثات کے باعث جان بحق ہو گئے۔ لیکن خیبر پختونخوا، گلگت بلتستان میں برفانی جھیلوں کے پھٹنے اور کلاوڈ برسٹ کی وجہ سے بھی غیر معمولی سیلابی صورتحال کا سامنا کرنا پڑا۔ جس کی وجہ سے بابوسر ٹاپ، ناران اور گردونواح کے علاقوں میں سینکڑوں سیاح پھنس

گئے۔ لینڈ سلائیڈنگ کے باعث سڑکیں بند ہوگئیں اور امدادی سرگرمیوں میں خلل پیدا ہوگیا تاہم ریسکیو ٹیموں کے جوانوں نے نامسائد حالات میں بھی اپنی دلیرانہ کاروائی سے سیاحوں کی زندگیاں بچائیں تاہم موسمی تبدیلی کے باعث مون سون کی بارشوں کی تباہی ماضی کے حوالے سے کہیں زیادہ ہے۔ وفاقی حکومت ہی نہیں صوبائی حکومتیں اس موسمی تبدیلی سے پیدا ہونے والے بحران کے لیے مستقل اور جامع منصوبہ بندی کر رہی ہے لیکن اگر گزشتہ سالوں کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیں تو یہ راز کھل جائے گا کہ شمالی علاقہ جات میں نقصانات زیادہ کیوں ہوتے ہیں۔ عام

شہری علاقوں کی نسبت پہاڑی مضافات میں مکانات اور عمارات کا انداز تعمیر مختلف ہے لہذا حالات نے ثابت کر دیا کہ یہ انداز بارش، زلزلے اور طوفان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ جدید دور میں حکومتی اور پرائیویٹ اداروں کے ذمہ داروں کو وہاں کے رہنے والوں کے لیے آگاہی سینٹر بنانے ہوں گے جو مقامی لوگوں کی معاونت کر کے طرز تعمیر کو بدلیں کیونکہ حالات اسی بات کی اطلاع دے رہے ہیں کہ موسمی تبدیلی کے ردعمل میں ہم نے مثبت اور دیرپا منصوبہ بندی نہیں کی تو ہر سال نقصانات بڑھتے چلے جائیں گے۔ دوسرے ان علاقوں میں مستقل بنیادوں پر ایسے پیٹرولنگ مراکز بنائے جائیں جو برساتی نالوں، پانی کی گزرگاہوں اور غیر محفوظ پہاڑی کناروں پر تعمیرات نہ کرنے دیں کیونکہ ایسے رہائشی مکانات اور عمارات اپنی تباہی کے ساتھ ساتھ دوسروں کے لیے بھی مشکلات کا باعث بن جاتے ہیں۔ بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک مکان یا ایک بلڈنگ گرتی ہے تو وہ ساتھ والوں کو بھی لے جاتی ہے۔ دنیا کی موسمی تبدیلی ہمارے لیے کسی چیلنج سے کم نہیں۔ کیونکہ شمالی، شمال مغربی پاکستان کے

پہاڑی علاقے ہر سال شدید متاثر ہوتے ہیں۔ مون سون کی غیر معمولی بارشیں، گلیشیئر کا پگھلنا اور سیلابی صورتحال تینوں صورتوں میں ایک مستقل بحران بن چکا ہے۔ اس لیے ہمیں صرف امدادی کاروائیوں کی منصوبہ بندی کر کے مطمئن نہیں ہونا چاہیے بلکہ ماحولیاتی تبدیلیوں کے حوالے سے طویل مدتی منصوبے فوری طور پر بنا کر جنگی بنیادوں پر اسے عملی طور پر نافذ کرنا ہوگا تاکہ مستقبل کے چیلنجوں سے نپٹا جا سکے۔ ورنہ ہماری معاشی اور معاشرتی زندگی کو اجیرن کرنے کے لیے ایسے سانحات پاکستان کا مقدر بن جائیں گے۔ حالات یہ بتا رہے ہیں کہ موسمی تبدیلی کے ردعمل میں غیر معمولی بارشیں اب معمول بن سکتی ہیں۔ وفاقی اور صوبائی ادارے اپنے وسائل کے مطابق انتظامات بھی کرتے نظر آتے ہیں تاہم معاملات اس سے زیادہ سنجیدہ ہیں۔ شمال مغربی پاکستان میں مون سون نے زیادہ تباہی مچائی لیکن اگر پوری ریاست کا جائزہ لیں تو خیبر سے کراچی تک جہاں ایڈوانس منصوبہ بندی کی گئی اور جہاں نہیں ہوسکی تمام جگہ انتظامات بھی پانی میں بہہ گئے۔ پنجاب میں چکوال اور کئی دیگر مقامات پر کلاؤڈ برسٹ نے تہلکہ مچا دیا اور آدم زادے کچھ نہ کر سکے سانحہ سوات اپنی نوعیت کا ایک انوکھا واقعہ ہے۔ وہاں معاملہ دریا کے پانی نے نہیں پیدا کیا لیکن واقعات بتا رہے ہیں کہ یہ خالصتا آدم زادوں کی مفاد پرستی کا کارنامہ ہے جنہوں نے اپنے کاروبار کو زیادہ سے زیادہ منافع بخش بنانے کی لالچ میں "کچا بند" بنا کر پانی کا رخ موڑا اور جب پانی اور اس کا بہاؤ بڑھا تو "بند" ریت کی دیوار ثابت ہوا۔ اس افسوسناک واقع کی سرکاری رپورٹ کے مطابق یہ متعلقہ علاقائی حکام کی غفلت اور لاپروائی کا کارنامہ ہے ورنہ دریائے سوات کی طغیانی کے حوالے سے محکمہ آبپاشی نے گھنٹوں پہلے تمام متعلقہ اداروں، سوات ہی نہیں، چارسدہ اور نوشہرہ کے ڈپٹی کمشنرز کو مختلف پیغامات کے ساتھ وارننگ بھی وقت سے پہلے دے دی تھی۔ بلکہ صبح 10 بجے سنگین نوعیت کے سیلاب کی اطلاع دے کر خبردار بھی کیا گیا تھا لیکن بروقت کسی نے توجہ نہیں دی لہذا سیالکوٹ کا ایک پورا خاندان مصنوعی "ٹیلے" پر دریا اور پانی سے لطف اندوز ہونے والا 17۔ رکنی خاندان بند ٹوٹنے اور پانی کے بہاؤ میں تیزی آنے پر دیکھتے ہی دیکھتے تیز و تند لہروں میں بہہ گیا لیکن سوشل میڈیا کی ویڈیوز نے یہ انکشاف کر دیا کہ متاثرہ خاندان کے مرد، خواتین اور بچے تقریبا ایک گھنٹہ مدد کے لیے چیخ و پکار کرتے رہے لیکن ان کی ویڈیوز تو بنائی گئیں مدد کے لیے کوئی نہیں آیا۔ اس سانحہ نے پورے پاکستان کو اداس اور غمزدہ کر دیا اسی طرح بابوسر ٹاپ، ناران اور اس کے گرد نواح میں ایک درجن سے زائد سیاح حادثے کا شکار ہوئے۔ یہی نہیں ان بارشوں نے ہی ڈی۔ ایچ۔ اے (DHA) راولپنڈی کے ایک سابق آرمی افسر کو بیٹی سمیت دنیا سے چھین لیا مطلب یہ ہے کہ موسمی تبدیلی کے اثرات شمال مغربی پاکستان میں زیادہ ضرور ہیں لیکن ہر علاقے میں پائے جاتے ہیں جس کے لیے حکومتی سطح کے ساتھ ساتھ عوامی سطح پر بھی خاص منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ یقیناً ملک کے شمالی علاقہ جات ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کی خصوصی دلچسپی کا باعث ہیں، موجودہ نقصانات کی روشنی میں ان پسندیدہ ترین مقامات کو خصوصی سیاحتی پالیسی کے تحت سیاحوں کی سلامتی کی خاطر نہ صرف اہمیت دی جائے بلکہ ایسی منصوبہ بندی ہونی چاہیے جس سے سیاحوں کا سفر اور قیام محفوظ ہو سکے۔ یہی نہیں پورے ملک میں پرانی عمارات کے لیے بھی نہ صرف حفاظتی انتظامات یقینی بنائے جائیں

بلکہ مخدوش حال حالت کی عمارات کوزبردستی خالی کرایا جائے اورانہیں وقتی طور پر متبادل جگہ مہیا کی جائے کیونکہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ان پرانی عمارات کے مکین ایک دوسرے یا محکموں کے خلاف مقدمات کے باعث عمارات خالی کرنے کو تیار نہیں ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر انہیں برسوں کے مقدمات سے حق حاصل نہیں ہوسکا تو اپنی جگہ چھوڑنے پر انہیں کچھ بھی نہیں ملے گا یعنی وہ بے یارومددگار ہوجائیں گے۔اس لیے ضروری ہے کہ ان خدشات کا ازالہ کرکے انسانی جانیں بچائی جائیں اورآئندہ سال مون سون کا موسم آنے سے پہلے ان معاملات کا حل نکالا جائے۔

ہماری مطبوعات

نمبر شمار	مطبوعات	زبان	قیمت پاکستانی روپے	قیمت امریکی ڈالر
1	قائد اعظم محمد علی جناح خطبات و بیانات بحیثیت گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (مجلد)	انگریزی	150/-	$-05
2	قائد اعظم محمد علی جناح خطبات و بیانات بحیثیت گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک)	انگریزی	150/-	$-05
3	قائد اعظم محمد علی جناح خطبات و بیانات بحیثیت گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک)	اردو	350/-	$-17
4	قائد اعظم محمد علی جناح (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء (مجلد)	انگریزی	350/-	$-17
5	قائد اعظم محمد علی جناح (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء (پیپر بیک)	انگریزی	350/-	$-17
6	قائد اعظم کے سنہری اقوال	انگریزی	100/-	$-04
7	اقوال قائد (پیپر بیک)	انگریزی	50/-	$-03
8	قائد اعظم کے بانی محمد علی جناح	انگریزی	400/-	$-15
9	جناح اور ان کا دور (از عزیز بیگ)	انگریزی	250/-	$-10
10	مادرِ ملت سوانح حیات	اردو	250/-	$-10
11	مادرِ ملت تصویری البم	اردو	250/-	$-10
12	پاکستان ویژوئل کرانیکل	انگریزی	200/-	$-04
13	پاکستان کرونولوجی 1947ء تا 2006ء (چار جلدیں)	انگریزی	450/-	$-17
14	پاکستان کرونولوجی 1947ء تا 2006ء (پیپر بیک) (چار جلدیں)	انگریزی	400/-	$-15
15	پاکستان مناظر	انگریزی	250/-	
16	پاکستان۔ بنیادی حقائق	انگریزی	50/-	$-02
17	آئیے پاکستان ایک طائرانہ نظر	انگریزی	2000/-	$-120
18	پاکستان۔ سرزمین عظیم تہذیبوں کی (مصنفین۔ ڈکسن ولکس۔ گراہم پیکاک)	انگریزی	1000/-	$-20
19	پاکستان آئینی مسودوں کی ترجمانی (پیپر بیک ایڈیشن)	انگریزی، عربی، فرانسیسی، چینی	500/-	$-20
20	اٹلس ایمرالڈ ماؤنٹینز	انگریزی	2500/-	$-125
21	چڑیوں کے کتابچے	انگریزی	60/-	
22	ہیریٹیج گلیمپس	انگریزی	200/-	$-12
23	ٹرک آرٹ	انگریزی	200/-	$-08
24	گندھارا آرٹ ان پاکستان (از ڈاکٹر احمد حسن دانی)	انگریزی	100/-	$-04
25	مسلم آرکیٹیکچرل ہیریٹیج آف پاکستان (از ڈاکٹر احمد حسن دانی)	انگریزی	100/-	$-04
26	اسلامی معاشرتی اقدار	اردو	15/-	$-01
27	وحدت افکار (علاقائی شاعری سے انتخاب)	اردو	100/-	$-04
28	رحمت کا فرشتہ (عبدالستار ایدھی)	انگریزی	615/-	$-50
29	ماہِ نو غالب (خصوصی ایڈیشن)	اردو	500/-	$-60
30	ماہِ نو اقبال (خصوصی ایڈیشن)	اردو	350/-	$-17
31	ماہِ نو قائد اعظم (خصوصی ایڈیشن)	اردو	500/-	$-60
32	ماہِ نو پاکستان (خصوصی ایڈیشن)	اردو	500/-	$-60
33	ماہِ نو احمد فراز (خصوصی ایڈیشن)	اردو	500/-	$-60
34	ماہِ نو احمد ندیم قاسمی (خصوصی ایڈیشن)	اردو	400/-	$-60
35	ماہِ نو جالب نمبر (خصوصی ایڈیشن)	اردو	500/-	$-60
36	ماہِ نو جوش (خصوصی ایڈیشن)	اردو	400/-	$-60
37	ماہِ نو انتخاب نظم (خصوصی ایڈیشن)	اردو	400/-	$-60
38	ماہِ نو انتخاب 2018ء (خصوصی ایڈیشن)	اردو	400/-	$-60
39	ماہِ نو سرسید احمد خان (خصوصی ایڈیشن)	اردو	400/-	$-15
40	ماہِ نو منیر نیازی (خصوصی ایڈیشن)	اردو	400/-	$-60
41	ماہِ نو (ماہنامہ) (گزشتہ شمارے)	اردو	100/- فی شمارہ	
42	ماہِ نو (ماہنامہ) (آن لائن)	اردو		
43	پاک جمہوریت (ارض کرم) (خصوصی ایڈیشن)	اردو	10/-	
44	پاک جمہوریت (ماہنامہ) (گزشتہ شمارے)	اردو	100/- فی شمارہ	
45	پاک جمہوریت (ماہنامہ) (آن لائن)	اردو		
46	پاکستان کوارٹرلی	انگریزی	200/-	$-120

رابطہ برائے خریداری

منیجر: ڈائریکٹوریٹ جنرل آف الیکٹرانک میڈیا اینڈ پبلی کیشنز، بی۔ ایف بلڈنگ، زیرو پوائنٹ، اسلام آباد، پاکستان۔ فون: 051-9252182 فیکس: 051-9252176

DIRECTORATE OF ELECTRONIC MEDIA AND PUBLICATIONS

ڈائریکٹوریٹ آف الیکٹرانک میڈیا اینڈ پبلی کیشنز، اسلام آباد

ریجنل آفس: 291اے، ایم اے جوہر ٹاؤن لاہور۔